یا اللہ مدد

شہید ناموس صحابہؓ، امیرِ عزیمت

مولانا حق نواز شہید

کی

داستانِ حیات

اور

آخری خطاب

تالیف

علامہ محمود الرشید حدوٹیؒ، فاضل جامعہ اشرفیہ، لاہور

ناشر

۱۲/=

ادارہ نشریاتِ اسلام ۴۰ اردو بازار لاہور

فون: ۲۲۱۲۸۸

خلافت راشدہ

یا اللہ مدد

حق چار یارؓ

شہید ناموس صحابہؓ، امیرِ عزیمت

مولانا حق نواز شہید

کی

داستانِ حیات

اور

آخری خطاب

تالیف

علامہ محمود الرشید حدوٹیؒ، فاضل جامعہ اشرفیہ، لاہور

=/١٢

ناشر

ادارہ نشریات اسلام ۴۰ اردو بازار لاہور

فون : ۲۲۸۴۸۸

فہرست عناوین

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
عرض حال	ب	۳ مسلمانوں کی شہادت	۲۳	ایران کا شائع شدہ قرآن	۴۱
علامہ حق نواز جھنگوی رح	۷	مولانا کی رہائی	۲۴	نبی پاکؐ اور امام مہدی	۴۲
حق نواز کی آمد آمد	۱۱	مولانا پر تشدد	۲۴	چار دفعہ متعہ	۴۲
آغاز تعلیم	۱۲	قاتلانہ حملہ	۲۵	خمینی کی مہندہ	۴۲
حفظ قرآن کا شوق	۱۲	فضل الرحمان ، عارف حسینی	۲۶	ملا باقر مجلسی	۴۳
ڈھائی سال میں قرآن حفظ	۱۳	بے نظیر وزارت	۲۶	شیرانی میاں	۴۳
مسجد شیخیاں والی میں روانگی	۱۳	ملک بدر کر دیا جائے	۲۷	کاش کہ آج حق نواز ہوتے	۴۵
مادر علمی دار العلوم کبیر والہ میں	۱۳	صحابہؓ کی عظمت سنواؤں گا	۲۷	کیا اب بھی شیعہ کے کفر میں شک	۴۶
علم مناظرہ کی تعلیم	۱۵	قومی اسمبلی میں شیعہ کو کافر کہا جائے	۲۷	پاکستان شیعہ کی صحابہؓ دشمنی	۴۶
دوران تعلیم	۱۵	طاہر القادری	۲۸	حسین بخش کی جسارت	۴۷
خیر المدارس کے سائے میں	۱۶	شیعہ کی بوکھلاہٹ	۲۸	غلام حسین کی مکروہ جسارتیں	۴۷
سیاست میں حصہ	۱۶	شیعیت چونک گئی	۳۰	سپاہ صحابہ رضہ	۴۹
مسند تدریس پر	۱۷	شیعیت کا ہذیان	۳۱	جمعیت کے دھڑے	۵۰
جھنگ میں آمد آمد	۱۷	شیعیت نے گھٹنے ٹیک دیے	۳۲	جے۔ ٹی۔ آئی	۵۰
امامت وخطابت	۱۸	جنرل ضیاء الحق	۳۲	سنی تحریک اور ہمارا مشن	۵۱
کام کرنے کا موقع دو۔ باقی اللہ مالک	۱۸	سپاہ صحابہؓ پر پابندی	۳۳	امام اہل سنت کی تاریخ	۵۱
پہلی گرجدار آواز	۱۸	کافر کافر شیعہ کافر	۳۵	ہماری غیرت کو چیلنج	۵۲
سپاہ صحابہؓ کیوں بنائی ؟	۱۹	رد عمل	۳۵	لوٹ کی لگام	۵۲
سپاہ صحابہؓ کی مقبولیت	۲۰	مولانا کی بیوہ کو دھمکیاں	۳۶	جھنگوی تیری جرأت	۵۳
مصائب و آلام کے طوفان	۲۱	مذہبی دشمنوں کی کاروائی	۳۶	مولانا مرحوم کی شہادت	۵۳
جھنگ میں عام گرفتاریاں	۲۱	علماء کو دھمکیاں	۳۷	حضرت درخواستی کی امامت	۵۳
لیہ کا قیامت خیز منظر	۲۲	موت وحیات	۳۸	خراج تحسین	۵۴
سپاہ صحابہؓ کی مرکزی کمان	۲۲	شیعیت کی کارستانیاں	۳۸	آخری خطاب	۵۴
عظیم الشان جلوس	۲۲	شیعہ مذہب کے گل	۳۹		
جلوس روک دیا گیا	۲۳	کیا یہ قرآن کے محافظ ہیں	۴۰		

Scanned with CamScanner

عرضِ حال

حضرت العلام مولانا حق نواز شہید رح کی مختصر سوانح عمری

گزشتہ سال انٹرنیشنل حق نواز شہیدؒ کانفرنس اسلام آباد (۲ جون ۱۹۹۱ء) کے موقع پر شائع ہوئی تھی۔ اب اِس کتاب کو دوبارہ شائع کرنے کی نوبت آئی ہے۔

مناسب خیال ہوا کہ ۶ ستمبر ۱۹۹۱ء کو چوبرجی کوارٹرز گراؤنڈ لاہور میں سپاہ صحابہؓ کے جلسہ عام میں جو بم دھماکہ ہوا تھا، اور آج سے چند سال قبل ۶ ستمبر ۱۹۸۵ء ہی کو سپاہ صحابہؓ کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اِس مناسب موقع پر اس کتاب کو از سرِ نو شائع کیا جائے۔ یہ کتاب دراصل راقم خاطی کی ضخیم اور تاریخ ساز کتاب، "حق نواز جھنگوی شہیدؒ" کا ایک اہم حصہ ہے، جو انشاء اللہ بہت جلد منظر عام پر آجائے گی۔ ہماری کوشش ہے۔ کہ ہم ایک تاریخی دستاویز ترتیب دیں جو آنے والی نسلوں کے کام آئے۔ اور اکابر علماء دیوبند کے تاریخی ابواب میں اس باب کا اہم الاہم اضافہ بھی ہوا۔

اللہ تعالےٰ اِس کتاب کو شرف قبول سے نوازے، اور اہل سنّت والجماعت کو ہر محاذ پر فتح و نصرت سے نوازے، اور گلشن اہل سنّت کی آبیاری کرنے والی عالمی تنظیم "سپاہ صحابہؓ" کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

ہے

پھلا پھولا رہے یارب چمن میری امیدوں کا۔
جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

محمود الرشید حدوٹی

لیکچرار سون لائٹ کالج لاہور

۲۳ اگست ۱۹۹۲ء، ۲۳ صفر ۱۴۱۳ھ اتوار

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد خاتم النبیین و علی خلفاء الراشدین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین ۔

ایک مختصر سا مضمون "حق نواز شہید نمبر"

کے لیئے ادارہ ماہنامہ خلافت راشدہ فیصل آباد کو بھیجا گیا تھا ۔ جو "امیر عزیمت سے چند ملاقاتیں لاہور سے لاہور تک" کے عنوان سے "حق نواز شہید نمبر" ماہ فروری ۱۹۹۱ء کے صـ۸۸ پر شائع کیا گیا ہے ۔

اس مذکورہ بالا مضمون کے اندر کچھ ہماری طرف سے کوتاہیاں اور بہت زیادہ "حق نواز شہید نمبر" کے مرتبین کی طرف سے کی گئی ہیں ۔ کئی غلطیاں کتابت کی رہ گئیں کئی ترتیب کی اور کئی مضمون کو کانٹ چھانٹ کرنے کی ۔ ان سب غلطیوں کو اگر یکجا جمع کر دیا جائے تو یہ صرف غلطی نہیں بلکہ اغلوطہ بن جاتا ہے "مولانا شہید" کے ساتھ میری محبت اور عقیدت کا تقاضا یہ تھا کہ اس سلسلہ کو مستقلاً آگے بڑھایا جائے ۔ چنانچہ اب "امیر عزیمت کی داستان حیات" کے عنوان سے کچھ گلہائے عقیدت حضرت شہید کی یاد میں پیش کئے جاتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اس مضمون کو نافع عام بنائے ۔ اور اہل سنت والجماعت کو ہر محاذ پر نصرت سے نوازے ۔ اور مولانا مرحوم کے مشن کو سدا بہار بنائے ۔

احقر محمود الرشید حدوٹی

خادم سنی تحریک طلبہ پاکستان

(۱۸ مئی ۱۹۹۱ء)

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز۔
نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا
وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود۔
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا
(اقبال رح)

اس عالم رنگ و بو میں جو بھی آتا ہے وہ جانے ہی کے لئے آتا ہے۔ کسی کو دوام و بقاء نہیں ہے۔ ازل سے تا امروز کتنے چہرے کھلے اور مرجھا گئے۔ بہاریں آئیں تو خزاں کے جھونکوں سے بکھر کر پاش پاش ہو گئیں۔ اجالوں کے بھیانک چہروں سے تاریکی نے نقاب اٹھا لئے۔ شاہی محلات کی زرق و برق نعمتوں و مرغن غذاؤں سے شکم سیر ہونے والے دلق و گدڑی سے محروم دیکھے گئے۔

دولت کی ٹکڑیوں پہ تلنے والے زمانے کے بیوپاری اور گداگر دیکھے گئے۔ ایک وقت میں دولت کے ساتھ کھیلنے والے دوسرے وقت نان شبینہ سے ترستے نظر آئے۔ بڑے بڑے لوگ آئے مگر چلے گئے۔ بہت آتے ہیں مگر چند بہاریں دیکھ کر ویسے ہی چلے جاتے ہیں۔

لیکن ان میں کچھ ایسے بھی اہل حق پاک دل و پاکباز جانثار و خدمتگار آتے ہیں۔ جو آتے تو جانے کے لئے ہی ہیں۔ مگر ان کے آنے کا کوئی اہم مقصد ہوتا ہے۔ ان کے سامنے اپنی زندگی کا کوئی اصول ہوتا ہے۔ ان کے سامنے کوئی پروگرام

ہوتا ہے۔ وہ ایک لائحہ عمل مرتب کرکے آتے ہیں جس کے تحت خود بھی عمل کریں اور امت کو بھی عمل پیرا ہونے کی دعوت دیں ان کی آمد روانگی کے لیئے ہی ہوتی ہے۔ مگر یہ نیک بخت وخوش قسمت لوگ آنے والی نسلوں کے لیئے سنگلاخ، میدانوں کو زرخیز بنا کر، مشکلات کو سہولتوں سے بدل کر، آزمائشوں کو آرائشوں سے بدل کر جاتے ہیں۔ یہ لوگ راہ حق میں اٹکنے والے سنگریزوں اور راہ وفا پر چلنے کے لیئے پاؤں میں چبھنے والے کانٹوں کو صاف کرکے جاتے ہیں۔ یہ لوگ کٹ کر مر کر جام شہادت پی کر،، اسلاف کے سنہری کارناموں کو از سرِ نو زندہ کرکے ان کی یادوں کو نئی نسل کے قلب و جگر کی گہرائیوں میں اتار کر جاتے ہیں۔ یہ آنے والی نسلوں کو اسلاف حق کی طرح گردن کٹانے، جام شہادت نوش کرنے، راہ حق میں مصائب و آلام سہنے دشمنوں پر یلغار کرنے،، ان پر غلبہ پانے، حق کی آواز کو بلند کرنے، پرچم حق کو سر بلند اور پرچم باطل کو سرنگوں کرنے کا طریقہ سکھلا جاتے ہیں۔

یہ باوفا و باکردار لوگ جیلوں کی کال کوٹھڑیوں میں آزادی کی سانس لینا جیلوں کی ویرانیوں کو آبادیوں سے بدلنا۔ جیلوں کی ظلمت خیز دیواروں کو دیکھ دیکھ کر مسکرانا ہتھکڑیوں کو چومنا، بیڑیوں کو کھلونا بنانا۔ زندانوں کی سلاخوں کو سلام کرنا زندانوں کے ٹھنڈے فرشوں پر اللہ کے حضور سجدہ ریز ہونا۔ اپنے لیئے فخر محسوس کرتے ہیں۔ یہ جرأت و بہادری کے جبل احد تختہ دار پر بھی آواز حق بلند کرنے اور باطل کو للکارنے میں ہچکچاہٹ،،

محسوس نہیں کرتے۔ سولی پر چڑھ کر بھی کلمہ حق کہہ دیتے ہیں ——
زندانوں کی سلاخیں۔ لوہے کی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں۔ پتھر و اینٹ کی ٹھنڈی و گرم دیواریں ان کے پائے استقلال میں جنبش پیدا نہیں کر سکتیں۔ ان کی شجاعت۔ بہادری انہیں جابر و ظالم کے گریبان تک لے جاتی ہے۔ ظالم کے گریبان پہ شجاعان اسلام کا قوی پنجہ پہنچ کر سکون و چین کی ٹھنڈی سانس لیتا ہے۔ یہ بہادر و جری لوگ ظالموں کے گریبانوں سے کھیلنا، ان کی کارستانیاں بیان کرنا۔ ان کی کاسہ لیسی، حق فروشی اور حق فراموشی کی داستانیں سنانا۔ ان کی اغیار سے دادرسی کی فریاد کو عام کرنا مظلوموں اور ماتحتوں پہ ستم کے پہاڑ توڑنا —— اور ان کے فرعونی، ھامانی قارونی اور نمرودی ذہن کی صفائی کرنا ان کا مشن بن چکا ہوتا ہے۔

ستمگروں کا ستم، ظالموں کا ظلم، جابروں کا جبر و استبداد ان کا راستہ نہیں روک سکتا، ان کا رعب و داب ان کو مرعوب نہیں کر سکتا، یہ لوگ بجلی کی سی کڑک، شیر کی سی گرج، سمندر کی سی بیکرانی، موج کی سی روانی لے کر بہت ہی سبک رفتاری سے ابھرتے ہیں اور پھر ابھرتے ہی چلے جاتے ہیں۔ اور ایک طوفان بن جاتے ہیں۔ جو اپنی رَو میں ان سب کو بہا کر لے جاتا ہے۔

ان باضمیر و غیور، بے لوث و مخلص حضرات کی قابل رشک زندگیوں کو دیکھ کر آنے والی نئی پود اپنی راہ متعین کرتی ہے اپنا پروگرام زندگی از سر نو مرتب کرنے کی دھن میں لگ جاتی ہے۔ ان کے کردار کو سامنے رکھ کر نئی نسل اپنے کو بنانے اور مستقبل کے طوفانوں سے ٹکرا جانے کے لیے

مستعد اور کمربستہ ہو جاتی ہے۔ آنے والے سیلابوں کے سامنے بندھ باندھنے کی فکر کرتی ہے۔ باد مخالف سے چلنے والے جھکڑوں سے بچاؤ کا سامان تیار کرتی ہے۔ آندھیوں اور طوفانوں سے محفوظ رہنے کے لئے کوئی مضبوط مقام تلاش کرتی ہے۔ اپنے کو بھی دشمن کی یلغار سے بچانے کی فکر کرتی ہے بلکہ جرأت و ہمت کر کے دشمن کو اس کی دسیسہ کاریوں کا مزہ چکھا دیتی ہے۔

ان لوگوں کی بے غرضی، اخلاص، تقویٰ، للہیت شبانہ روز اپنے مشن کی خاطر محنت دعوت و تبلیغ، ایثار و قربانی، کو دیکھ کر دشمن انگشت بدنداں ہو جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ ان صفات کے حامل لوگ تیر و تفنگ سے ٹکرا سکتے ہیں برف کے بلاکوں پر سو سکتے ہیں۔ غرض یہ کہ ہر قسم کا ستم سہہ سکتے ہیں مگر جھک نہیں سکتے۔

انہی صفات حمیدہ سے متصف تھے ایک داعی حق، شہسوار خطابت امام انقلاب سنیت، امیر عزیمت وکیل اصحاب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ثانی امیر شریعت مرد آہن جس کے حوصلے افلاک کی طرح بلند۔ جس کے عزائم پہاڑوں کی طرح مضبوط جس کے جذبات کا سیل رواں سمندر کی مثل بیکراں۔ جس کی گھن گرج میں شیر دل کا سا وقار ہے جس کی گفتگو بجلی کی طرح کڑک دار تھی۔ وہ ہیں۔

حضرت مولانا علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ

جو دشمنوں کے ہاتھوں ستم کے تیر کھا کر واصل بحق ہو گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن!

ے بچھڑا تو کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی۔
ایک شخص سارے جہاں کو ویران کر گیا۔

اس عظیم شخصیت کی تعریف و ستائش جتنی بھی کی جائے کم ہے۔

اس مرد درویش کی قلندرانہ زندگی عجوبۂ روزگار تھی۔ ایک طرف دیکھا جائے اسلاف کے کارنامہائے گراں مایہ کو سامنے رکھا جائے تو کبھی مجدد الف ثانی یاد آتے ہیں۔ کبھی شاہ ولی اللہ کی شخصیت نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔ اور کبھی حضرت نانوتوی اور حضرت گنگوہی کا تصور آجاتا ہے۔ اور یہ باصلاحیت و باکردار شخصیت حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی مجدد الف ثانیؒ کی آرزوؤں اور شاہ ولی اللہ کی تمناؤں کی نیک کرن تھی، امام الادب امام غزالی کے فلسفہ اسلام اور امام ابن تیمیہ کی جرأت و بہادری کی مثال تھی۔ ابو حنیفہؒ کی عظمت اور امام احمد بن حنبلؒ کے عزم و استقلال کا نمونہ تھی۔ یہ شخصیت خانوادۂ ولی اللہیؒ کی یاد تازہ کرنے دنیا میں جلوہ گر ہوئی۔ یہ شخصیت حضرت نانوتویؒ کے تدبر و حوصلہ حضرت گنگوہی کے علم و ورع، حضرت سحبان الہند کی استقامت، حضرت شیخ العرب والعجم کی جرأت و بہادری

حضرت عبیداللہ سندھی کی انقلابی سوچ، حضرت حکیم الامت کی تبلیغ و دعوت، حضرت شیخ لاہوریؒ کی للہیت و خدا خوفی۔ حضرت بنوریؒ کی بے لوثی و بے غرضی کا نمونہ شاہ اسماعیل شہید کی دعوت جہاد اور حضرت امیر شریعت سید عطاء شاہ بخاریؒ کی للکار تھی۔ جو اسلاف کرام کی مانند رزم حق و باطل میں اپنے جوہر خدا داد دکھاتی رہی۔

اس عظیم حق گو اور بے باک انسان نے شہادت کا سبق عمّ رسول حضرت حمزہ کی خونچکاں داستان سے سیکھا تھا۔ شہادت کا سبق فاروق اعظمؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ حضرت حسینؓ کی شہادت سے سیکھا تھا۔ حضرت سعید بن جبیر کی شہادت سے سیکھا تھا۔ حضرت سمیہؓ کی شہادت سے سیکھا تھا۔ شہدائے احد سے سیکھا تھا۔ مصائب و آلام کے معرکوں میں کود جانا بلال حبشی کی زندگی سے حضرت خباب بن الارت کی زندگی سے، حضرت زنیرہ کی زندگی سے، ابو حنیفہؒ کی زندگی سے، احمد بن حنبلؒ کی پر مصائب زندگی سے، امام ابن تیمیہ کی زندگی سے، مجدد الف ثانی کی زندگی سے، عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی زندگی سے شیخ بنوریؒ کی زندگی سے، شیخ لاہوریؒ کی زندگی سے، شیخ مدنیؒ کی زندگی سے شیخ محمود الحسن کی زندگی سے، جعفر تھانیسری کی زندگی سے سیکھا تھا۔

اس مردِ قلندر کی زبان شیریں سے سلطان ٹیپوؒ شہید کی طرح ایک جملہ اکثر سنائی دیتا تھا، کہ ”گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے“ اور اکثر یوں بھی گویا ہوئے کہ ”شیعو اگر تم نے ماں کا دودھ پیا ہے۔ بوتں کا

نہیں پیا تو حق نواز کے دلائل کو ہائی کورٹ میں چیلنج کرو" تاریخ شاہد ہے کہ اس شیر کی گھن گرج اور کڑاکے دار تقریر سے دشمن کے حوصلے پست ہو گئے۔ دشمن کے مکروہ اور بھیانک چہروں سے گھونگھٹ اٹھ گئے۔ ہائی کورٹ تو کیا دشمن ضلع و تحصیل کی عدالت تک بھی نہ جا سکا۔ بلکہ یونین کونسل اور ثالثی کونسل تک بھی نہ پہنچ سکا۔

دیکھنے والوں نے بچشم خود دیکھا۔ مشاہدہ کرنے والوں نے بذات خود مشاہدہ کیا۔ ماہرین نے تجربہ کیا کہ اس شیر دل باضمیر قائد کے رگ وپے میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کس طرح جاگزیں تھی۔ جس کی خاطر اس نے جیلوں کو آباد کیا۔ زندانوں کو سلام کیا۔ بیڑیوں کا گہنا پہنا۔ ہتھکڑیوں کو بوسہ دیا۔ بچوں کو چھوڑا، بیوی کو چھوڑا، سکھ کو چھوڑا، چین کو چھوڑا آرام کو چھوڑا تکلفات کو چھوڑا۔ آرائشات کو دور کیا۔ تعیش و تیسر کو خیر آباد کیا۔ کاہلی و سستی کو دور پھینکا۔ دن کا کاروبار ترک کیا۔ رات کو نیند حرام کی۔ کس لئے؟ صرف اور صرف اس لئے کہ اس کے دھڑکتے دل میں اک سوز تھا، جلن تھی۔ اور تپش تھی کہ اس مقدس سرزمین پر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو طعن و تشنیع کرنے والا سکھ اور آرام کی نیند نہ سو سکے، اگر دشمن اصحاب پھولوں کی سیج پر بھی قدم رکھے تو اس کو کانٹا محسوس ہو۔ بالفول سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کہ میں دو ہی باتیں چاہتا ہوں" یا اس ملک سے سامراج چلا جائے یا مجھے جلاوطن کر دیا جائے"۔ یہی آواز حق تھی۔ اس مرد آہن کی کہ اس وطن عزیز کی پارلیمنٹ سے یہ آواز اٹھے

کہ دشمنانِ صحابہ کافر و مرتد ہیں یا پھر مجھے عدالت کے کٹہرے میں گولی مار دی جائے۔

اس بطلِ حریت نے اپنے اسلاف کے نقوش پا پر چل کر ان کی وراثت کے تحفظ کا صحیح معنوں میں حق ادا کر دیا۔ جس نے قرآن کی عظمت کی خاطر رب کائنات کی توحید و ربوبیت کی خاطر سرکار مدینہ کی عصمت کی خاطر، ابوبکرؓ کی صداقت کی خاطر عمرؓ کی عدالت کی خاطر حیاءِ عثمانؓ کی خاطر شجاعت علیؓ کی خاطر اتحاد و محبت حسنینؓ کی خاطر سیاست و تدبر اور حلم معاویہؓ کی خاطر عفت عائشہؓ کی خاطر، دفاعِ حفصہؓ کی خاطر مدح اصحابِ رسولؐ کی خاطر سنی غیرت کی خاطر اپنے ننھے، منے (اظہار الحق) حسنینؓ معاویہ، سرور نواز) بچوں کو یتیم بنا دیا۔ اپنی جواں سال رفیقہ حیات کو بیوہ بنا دیا۔ اپنے لاتعداد شیدائیوں اور گرویدوں کی آنکھوں کو نمناک کر دیا۔ بے شمار معتقدین و محبین کو غمناک کر دیا۔ جس نے نوجوانوں کے ایک عظیم طوفانی ریلے کی آنکھوں کو نم نم اور ان کے حق کی صدا سے دھڑکنے اور مذہبی غیرت سے تڑپنے والے دلوں کو پروانۂ غم بنا دیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

اب اس درویش صفت انسان کے چیدہ چیدہ حالات بھی نذر قارئین کیے جاتے ہیں۔

حق نواز کی آمد آمد

کسے معلوم تھا کہ سپرا قوم سے تعلق رکھنے والے غریب کسان ولی محمد کے دولت خانے میں حق وصداقت کی آواز، غیرتِ حق کی خاطر دھڑکنے والا دل، کفرستان عالم کو ورطہ حیرت میں ڈالنے والی جرأت حق نواز جھنگوی کی شکل میں نمودار ہوگی اس ہونہار اور خوش نصیب بچے کی پیدائش ۱۹۵۲ء کے ساتویں ماہ ہوئی ۱۹۵۳ء کے ساتویں ماہ جب اس نومولود کی عمر کے ۱۲ ماہ گذرے تو والدہ ماجدہ کا سایۂ رحمت سر سے اٹھ گیا۔ جب یہ بچہ ایک سال کی عمر کو پہنچا تو امیر شریعت مرزائی سامراجی جھوٹی نبوت کے خلاف جدوجہد کر رہے تھے۔ اور اس جھوٹی نبوت کے بوسیدہ محلات پہ برق سماوی بن کر گر رہے تھے اور تحریک کی قیادت کر رہے تھے جس نے پورے ملک میں اس سامراجی نبوت کے ایجنٹوں کو ناکوں چنے چبوا دیئے تھے۔

موضع چیلہ ضلع جھنگ میں رب تعالیٰ نے حقنواز کو پیدا فرمایا یہ وہ جگہ ہے جو ایک طرف دشمنان اصحاب رسول کی آماجگاہ تھی تو دوسری طرف مرزا قادیانی کے حواریوں کی کمین گاہ تھی۔ جہاں ایک طرف قادیانی مسلمانوں کے خلاف سازشیں تیار کر رہے تھے تو دوسری طرف دشمنان صحابہ مسلمانوں کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے میں کمر ہمت باندھ چکے تھے۔ رب تعالیٰ نے اندریں حالات حق وصداقت کی آواز اور شبیر کی للکار حق نواز کو پیدا کیا۔ جس کے آنے سے اہل جھنگ کی قسمت سنوری،

حالات نے پلٹا کھایا۔

آغازِ تعلیم

جب حق نواز چھٹے سال کی عمر کو پہنچے تو آپ کے والد بزرگوار نے انہیں موضع چیلہ کے گورنمنٹ پرائمری سکول میں داخل کروا دیا ۔۔ ایک ہی سال کے عرصے میں پہلی اور دوسری جماعت پاس کرلی۔ اور تیسرے سال میں پہنچ گئے۔ بس یہی دو چار جماعتیں عصری تعلیم کی پڑھیں ہوں گی کہ قدرت نے کسی دوسری سمت ان کا رخ موڑ دیا۔

حفظ قرآن کا شوق

رمضان شریف میں شہروں کے اندر شبینہ ہو تو اور بات ہے لیکن یہی شبینہ جب کسی بستی اور دیہات میں ہوتا ہے تو بڑے بڑے انقلاب بپا کر دیتا ہے ۔۔ چنانچہ اس کے ایک انقلاب کی جھلک یہ بھی ہے کہ موضع چیلہ میں ایک مرتبہ لوگوں نے شبینہ کا اہتمام کیا۔ موضع چیلہ و مضافات کے دوسرے کئی بچے اس شبینے میں بڑے ذوق شوق سے شریک ہوئے۔ حق نواز بھی ان معصوم بچوں کے ہمراہ اس شبینے کے سامعین میں شامل ہو گئے۔ بس شبینہ سننا ہی تھا کہ ان کے دل میں حفظ قرآن کی تڑپ نے انگڑائی لی۔ اور سکول چھوڑنے کا مکمل فیصلہ کر لیا۔

ڈھائی سال میں قرآن حفظ

یہ شوق حفظ قرآن آپ کو کشاں کشاں حافظ جان محمد مرحوم کے قدموں میں لے آیا۔ جو آپ کے رشتہ میں ماموں لگتے ہیں۔ اور اب روحانی باپ بننے والے ہیں۔ حافظ صاحب کی پر شفقت نگرانی میں آپ نے قرآن پاک یاد کرنا شروع کر دیا۔ کچھ ماہ کے اندر ہی نورانی قاعدہ ازبر کر لیا۔ اور دو سال چھ ماہ کے قلیل عرصہ میں پورے تیس پارے اپنے سینے میں جمع کر لئے

مسجد شیخاں والی میں روانگی

حفظ قرآن کے دوران ہی آپ کو قرآن پاک ترتیل و تجوید کے ساتھ پڑھنے کا بھی شوق پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ تکمیل حفظ کے بعد آپ مسجد شیخاں والی عبد الحکیم ضلع خانیوال روانہ ہوئے۔ جہاں آپ نے قاری تاج محمد صاحب سے علم تجوید و قرأت کی مبادی کتب جمال القرآن، فوائد مکیہ وغیرہ پڑھیں۔ اور باقاعدہ قاری صاحب سے مشق بھی کروایا کرتے تھے۔

مادر علم دار العلوم کبیر والا میں روانگی

حفظ قرآن اور علم قراءت و تجوید حاصل کرنے

کے بعد ملا نظام الدینؒ کا ترتیب دیا ہوا درس نظامی کا کورس حاصل کرنے کے لئے کبیروالا ضلع خانیوال کی مشہور دینی، علمی اور روحانی تربیت گاہ، دارالعلوم میں پہنچے جہاں آپ نے پانچ چھ سال کے عرصہ میں صرف، نحو، منطق، معانی، فلسفہ، علم الاخلاق علم بیان- فقہ، حدیث، اور تفسیر کی کتب، جید علماء کرام، سے پڑھیں۔ ان مبارک ہستیوں میں ایک مولانا محمد علی صاحب دوسری مولانا عبدالمجید صاحب تیسری منظورالحق صاحب چوتھی مولانا محمد سرور صاحب، پانچویں مولانا ظہورالحق کی شخصیت قابل ذکر ہے جو علوم دینیہ کے ہر فن میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔

(ہمارے استاذ حضرت شیخ الحدیث مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور- (سابق استاذ دارالعلوم کبیروالا) نے ایک دن بخاری شریف کے درس کے دوران ضمناً مولانا حق نواز صاحب کا تذکرہ چھیڑ دیا- اس وقت مولانا جھنگوی زندہ تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ یہ شخص بحث و مباحثہ میں بڑا تیز تھا- اور بڑا ہی دلیر و جرأت مند تھا)

کئی طلباء کرام اور اساتذہ ان کی محنت، شوق اور تعلیم کے ساتھ لگن اور کتابوں میں ہمہ وقت محویت اور مطالعہ میں ہر وقت، مصروفیت کو دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے- اور کبھی کبھی ظریفانہ انداز میں یوں بھی کہہ دیتے کہ حق نواز تو کتابوں کا کیڑا ہے۔

علم مناظرہ کی تعلیم

اسی اثناء میں آپ کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں تشریف لے جاتے۔ جہاں مولانا دوست محمد شہیدؒ اور مناظر اہل سنت مولانا عبدالستار تونسوی مدظلہ صدر تنظیم اہل سنت پاکستان مناظرے کے اصول و قواعد اور دشمنوں کے اسلام کے خلاف لگائے گئے الزامات کے جوابات سکھاتے تھے۔ آپ نے بھی کافی حد تک ان بزرگوں سے اکتساب فیض کیا۔ اور پھر انہی بزرگوں کی محنت شاقہ کا ثمر تھا کہ مولانا جھنگوی کراچی سے خیبر اور ساحل مکران سے وادی بلتستان تک دشمن کو للکارتے اور اسے چیلنج کرتے رہے۔

دوران تعلیم مصروفیات

تعلیمی سالوں کے اختتامی عرصہ میں آپ کی مصروفیات مطالعہ کتب بینی کے علاوہ اور بھی بڑھ گئی تھیں اس دوران آپ تقریریں کرنے کا بہت شوق رکھتے تھے۔ جمعہ پڑھانے کے لئے دیہاتوں میں چلے جاتے تھے جہاں قال اللہ وقال الرسول ص کا درس حیات دیتے تھے۔ اور دشمنوں کو مکروہ عزائم سے باز رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ اور بپھرے ہوئے شیر کی طرح گرجدار آواز میں انہیں للکارتے تھے۔

خیر المدارس کے سائے میں

۱۹۷۱ء میں آپ دورۂ حدیث شریف کے لیے خیر المدارس ملتان تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، موطا امام محمدؒ جیسی ضخیم و عجیب کتب احادیث نبویہ پڑھیں۔ جہاں آپ نے مولانا مفتی شریف صاحب کشمیری، مولانا عبدالستار، اور مولانا محمد صدیق جالندھری سے فیض علم حاصل کیا۔

سیاست میں حصہ

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے ملک و ملت کی خدمت کے لیے اہل حق کا جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم کا انتخاب کیا۔ جہاں رہ کر آپ نے صدر سے بڑھ کر ایک عام خادم بلکہ بحیثیت ایک خادم کے نمایاں خدمات سرانجام دیں اور عرصہ دراز تک ورکر بن کر کام کرتے رہتے تھے۔ انہی خدمات کی بدولت لیکن آپ کو مولانا فضل الرحمان صاحب کی جے یو آئی پنجاب کا امیر بنا دیا گیا تھا لیکن مولانا فضل الرحمان صاحب چونکہ شیعہ کو بھی خوش رکھنے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ اور ان سے بھی بغل گیر ہوتے تھے۔ مولانا جھنگوی ان باتوں کو کب برداشت کر سکتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ امیر منتخب ہو چکے تھے۔ لیکن مولانا فضل الرحمان صاحب نے یہ کہہ کر کہ "مولانا ہماری مجبوری ہے"

ان کی جگہ مولانا امیر حسین گیلانی کو صوبائی امیر بنا دیا۔ جو کہ افسوسناک بات ہے۔

مسند تدریس پر

اسی دوران ۱۹۷۰ء میں آپ کا ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بحیثیت استاد تقرر ہوا۔ ایک سال کا عرصہ آپ نے یہاں کے ایک دینی اور روحانی مدرسہ علم و فکر میں بسر کیا۔ ایک سال کے بعد آپ یہاں سے مستعفی ہو گئے یہ جگہ پسماندگی علاقہ کے باعث بڑی تنگ تھی۔ مولانا جھنگوی جو ۱۹۷۱ء میں مولانا کے لفظ سے بلائے جانے شروع ہوئے ان کی خداداد صلاحیتوں، علمی کاوشوں، اور وسیع خطابت کے لئے یہ جگہ کسی صورت میں ناکافی اور محدود تھی۔

جھنگ میں آمد

[illegible]

متلاشی تھے۔ وہ وسیع میدان حق سبحان نے بڑی برکت سے مہیا کر دیا۔ چنانچہ قرعہ فال بنام جھنگوی نکلا ۱۳ اگست ۱۹۷۳ء بروز جمعرات پپلیانوالی مسجد جھنگ شہر میں آپ تشریف لائے اور آج تک اسی مسجد کی انتظامیہ کے ساتھ [illegible]

امامت و خطابت کا آغاز

مسجد کی انتظامیہ سے بات مکمل ہوئی۔ اس دن آپ کا بطور امام و خطیب کے تقرر ہوا۔ چنانچہ آپ نے وہاں توکل علی اللہ پانچگانہ باجماعت نماز پڑھانا شروع کر دی۔ اور ساتھ ہی جمعہ کا خطبہ بھی دینا شروع کر دیا۔

کام کرنے کا موقع دو، باقی اللہ مالک

تنخواہ کی بات چیت آپ نے نہیں کی جب اس سلسلہ میں کسی صاحب نے بات کی تو فرمایا کہ بھائی بس کام کرنے کا موقع دو۔ باقی جو سمجھ میں آئے دے دینا۔ ورنہ اللہ مالک، چھوڑ کر بھاگوں گا نہیں۔ (حالات وواقعات جھنگوی نمبر ص ۱۲۳)

پہلی گرجدار آواز سنائی دی

مولانا نے اس مسجد میں پہلی تقریر فرمائی۔ جو دلائل و براہین سے پُر تھی۔ جو اہل جھنگ کو پہلی مرتبہ گرجدار آواز میں سنائی دی تھی۔ اہل جھنگ نے بڑی خوشی سے اس آواز کو سنا۔ اور پسندیدگی کا اظہار کیا۔

سپاہ صحابہ کیوں بنائی؟

انجمن سپاہ صحابہ کیوں بنائی گئی؟ یہ ایک سوال ہے۔ اس کا جواب سمجھنے سے قبل آپ ذرا ان واقعات کو دیکھئے۔ کہ ۱۹۶۰ء میں جتوربلیں میں حضرت عمرؓ کا شیعوں نے پتلا جلایا۔ روڈ سلطانہ میں مولانا دوست محمد کو شہید کیا گیا۔ ۱۹۶۶ء میں باب عمرؓ کا ایک دلسوز سانحہ جانکاہ رونما ہوا تھا۔ سات سنی شہید کر دیئے گئے تھے۔ شورکوٹ میں حافظ محمد نواز کو شہید کر دیا گیا تھا جھنگ کی سرزمین پہ شیعہ نے کتیہ کے گلے میں عائشہ لکھ کر ڈال دیا تھا۔

ادھر لاہور کے غلام حسین نجفی شیعی نے سہم مسموم نامی کتاب لکھی جس میں حضرت عمرؓ کو شراب خور خلیفہ لکھا حضرت امی عائشہؓ کو باندی کہا۔ حضرت حفصہؓ کو بدخلق لکھا۔ حضرت عمرؓ کو قرآن کا منکر لکھا۔ حضرت عمرؓ کو جہنم کا تالا تحریر کیا۔ ...
سرگودھا کے محمد حسین ڈھکو شیعی نے سنیوں کے جذبات مشتعل کئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے ایمان کا انکار کیا۔ ادھر ایران کے خمینی نے رضا شاہ پہلوی کو تختہ دار پہ چڑھا کر سنیوں پہ ہلاکو اور ہٹلر جیسے مظالم کئے۔ حضرت عمرؓ کی توہین کی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ کشف الاسرار اور حکومت الاسلامیہ میں صحابہ کرام کے خلاف لکھا اور ادھر پاکستان کی دھرتی پہ یہ ظلم کہ پاکستان کی جماعت اسلامی اس خونی شیعی انقلاب جو خمینی نے کئی ہزار سنیوں کے قتل کے بعد بپا کیا تھا۔

کی مداح بن گئی۔ اور میاں محمد طفیل سابق امیر جماعت اسلامی ایران کے دورے کرتے رہے۔ اور سنی شیعہ اتحاد کی کھل کر آواز لگاتے رہے۔ اور انہی کی بغل میں اسعد گیلانی امیر جماعت اسلامی لاہور اس خمینی انقلاب کی بڑھ کر تعریف کرتے رہے۔ اور پاکستان میں اس خونی انقلاب کی راہ ہموار کرنے کے لیے۔ عارف الحسینی کو داد دیتے رہے۔ ان حالات میں مولانا حق نواز جھنگوی نے سنی غیرت کی خاطر اس جماعت کی بنیاد ۱۹۸۵ء میں رکھی۔ جو شروع میں ایک محلہ کی جماعت تھی۔ لیکن دیکھتے ہی دیکھتے ایک عالمی جماعت بن گئی — اگر آپؒ بروقت اس کا فیصلہ نہ فرماتے تو ہو سکتا تھا کہ پاکستان کا شیعہ اور ان کے ایجنٹ جماعت اسلامی کے شیعہ نواز لوگ پاکستان میں بھی اس انقلاب کا راستہ ہموار کر کے اس خونی شیعی انقلاب کی بنیاد رکھ دیتے۔ جو پوری دنیائے سنیت کے لئے باعث شرم و حیا ہوتا۔

سپاہ صحابہ کی مقبولیت کہاں سے ہوئی

انجمن سپاہ صحابہ کے آغاز ہی میں جھنگ کے اندر دفاع صحابہ کانفرنس بلائی جس میں علماء کرام نے اس مشن کی طرف توجہ دلائی ہے اور اس کانفرنس کا اہم ترین مقصد مولانا ضیاء الرحمان فاروقی صاحب کی رہائی کا مطالبہ بھی تھا۔ جو اس دوران جیل میں قید و بند کی صعوبتیں کاٹ رہے تھے۔ یہ ۲ر فروری ۱۹۸۵ء کا واقعہ ہے۔ چنانچہ اس کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ مولانا کو رات تک رہا نہ کیا گیا تو حکومت ذمہ دار ہوگی۔ یہ اعلان سنتے ہی

مولانا فاروقی کو رہا کر دیا گیا۔ چنانچہ سب سے آخری تقریر رہائی، کے بعد اس کانفرنس میں ان کی ہوئی۔

مصائب و آلام کے طوفان

یوں اگر مصائب و آلام کا ذکر کیا جائے تو معلوم ہوگا اس سرزمین پہ کون سا دکھ ہوگا، کون سی مصیبت ہوگی، کون سی تکلیف ہوگی جو اس مرد درویش کو نہیں دی گئی۔ جب سے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی شروع کی اسی دن سے مصائب و آلام کے سیاہ بادل آپ کے سر پہ منڈلانے لگے، گالی گلوچ سے لے کر گرفتاری تک، گرفتاری سے لے کر نظر بندی تک کتنی مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ ان کا اندازہ مشکل ہے۔

جھنگ میں عام گرفتاریاں

سپاہ صحابہ بننے سے پہلے آپ کو مدح صحابہ رض بیان کرنے اور دشمنان صحابہؓ پہ یلغار کے جرم کی پاداش میں کئی مرتبہ گرفتار کیا گیا آپ کو پریشان کیا گیا۔ آپ کو مارا گیا۔ لیکن جب آپ سے اس مار دھاڑ کی بابت دریافت کیا جاتا کہ کتنی مار پڑتی ہے؟ تو فرماتے کہ بلال حبشی سے کم ہی پڑی ہے سمیہ سے کم ہی پڑی ہے۔ حضرت یاسر سے کم ہی پڑی ہے۔ زنیرہ سے کم ہی پڑی ہے۔

لیہ کا قیامت خیز منظر

۱۲ / جون ۱۹۸۶ء کا سانحہ لیہ مولانا حق نواز مرحوم کی زندگی کا عجیب و غریب واقعہ تھا۔ جب مرحوم نے وہاں کی ایک دینی درسگاہ کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر اپنے غیرت میں ڈوبے ہوئے خطاب سے سنی قوم کو محظوظ فرمایا۔ وہاں کی بے حس و بے غیرت انتظامیہ اس جرأت ایمانی کو برداشت نہ کر سکی، رات کی تاریکی میں اہل سنت کے گھروں پہ خواہ مخواہ چھاپے مار کر سنیوں کو پریشان کرتی رہی۔ جھوٹے مقدمے بنانی رہی وہاں کے کئی علماء کو گرفتار کر لیا۔ اور مولانا مرحوم کو بھی گرفتار کر کے ملتان جیل میں نظر بند کر دیا۔

سپاہ صحابہ کی مرکزی کمان کا الٹی میٹم

سپاہ صحابہؓ کی مرکزی کمان نے لیہ انتظامیہ کو ایک ہفتے کا الٹی میٹم دے دیا کہ اگر ایک ہفتہ کے اندر اندر مولانا کو رہا نہ کیا گیا تو حالات کی سنگینی کی تمام تر ذمہ دار انتظامیہ ہو گی۔ سپاہ صحابہؓ جوابدہ نہ ہو گی۔

عظیم الشان جلوس بسوئے لیہ

۱۹ / جون ۱۹۸۶ء کو انجمن کی اپیل پہ ایک بہت بڑا

طوفانی جلوس مولانا ضیاء الرحمان فاروقی کی قیادت میں لیہ کی سمت چل دیا۔ جو اپنے مطالبات کے نعرے لگا رہا تھا۔ اور اپنی قوت بازو اور غیرت ایمانی کا پرجوش مظاہرہ کرتے کرتے لیہ کی انتظامی حدود کے قریب جا پہنچا۔

جلوس روک دیا گیا، کمشنر اغوا کر لیا گیا

ابھی یہ جلوس لیہ کی اس سرزمین پہ پہنچ ہی نہ سکا تھا جہاں جانے کا عازم تھا کہ جلوس کو انتظامیہ نے چوبارہ میں روک دیا — عوام کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر مشتعل ہو گیا — اور ایک عجیب صورت اختیار کر گیا — اس مشتعل ہجوم کے بعض جیالوں نے اسسٹنٹ کمشنر چوبارہ کو یرغمال بنا کر اغواء کر لیا۔ اس وقت انتظامیہ لیہ کو اپنی بے وقوفی اور سفاہت اور حالات کی دگرگوں نزاکت کا شدت سے احساس پیدا ہوا۔ اور فوراً مولانا مرحوم کی رہائی کا وعدہ کر دیا۔

شیعہ نے ۳ مسلمانوں کو گولیاں مار کر شہید کر دیا

چوبارہ سے سپاہ صحابہ کا یہ ریلہ فاتح بن کر پر امن طریقہ سے جھنگ کی طرف واپس لوٹ کر آ رہا تھا۔ کہ شیعہ اور پولیس نے ملکر اہل حق کے اس قافلے کو گھیرے میں لے لیا۔ اور اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی — جس کے نتیجے میں ۳ سورمے جام شہادت نوش کر کے اپنی جانیں جان آفریں کے سپرد

کر بیٹھے۔

مولانا جھنگوی کو رہا کر دیا گیا

۲۷ اگست ۱۹۸۷ء کو دو ڈھائی ماہ کے بعد آپ کو ملتان جیل سے رہا کیا گیا۔ دو ڈھائی ماہ بے سرو سامانی کے عالم میں جیل کی کالی کوٹھڑی میں نظر بند رہے۔ ملاقات تک نہ کرنے دی جاتی تھی۔ حکومت نے اس دوران مارشل لاء کی دفعات لگائیں۔ آپ کو زدوکوب کیا گیا۔ گھسیٹا گیا۔ آپ کو بھوک و پیاس میں رکھا گیا۔ پانی تک نہ پینے دیا گیا۔ کھانا پینا بند کر دیا گیا۔ اگر کچھ کھانے کو ملتا تو گندی دال کھانے کے لیئے دی گئی۔ (تقریر جھنگ)

آپکا بازو توڑ دیا گیا، تشدد کی انتہا

جس دن ملتان جیل سے رہائی ہوئی۔ راستے میں ہزاروں انسانوں نے اپنے محبوب قائد کو خوش آمدید کہا چند گھنٹوں کا سفر پورے دن میں طے کر کے یہ عظیم قافلہ رات ۸ بجے ۲۷ اگست ۱۹۸۷ء کو جھنگ پہنچا۔ دوسرے دن جمعہ مولانا نے اپنی مسجد میں پڑھایا۔ اور انسانوں کی بے پناہ تعداد اس دن تقریر سننے کے لیئے دور دراز علاقوں سے وہاں جمع ہو گئی تھی۔ دور دور تک صفیں بچھا دی گئی تھیں۔ اتنے میں ایک شیعہ نے گولی چلا کر دو سُنیوں کو شہید کر دیا اور وہ سنی بریلوی مسلک سے

منسلک تھے۔ شیعہ نے مکاری یہ کی کہ ان کو آپس میں لڑا کر سپاہ صحابہ والوں پہ مقدمہ قتل چلایا جائے۔ چنانچہ وہ بدبخت اس سازش میں کامیاب ہو گئے۔ مولانا تقریر کر کے گھر چلے گئے۔ رات کو اپنے دولت خانے پہ آرام فرما رہے تھے۔ کہ کارپردازان سرکار نے دروازے پہ دستک دی۔ مولانا ایک بنیان اور ایک دھوتی پہنے ہوئے دروازے پر آئے۔

اور یوں بھی سنا ہے کہ آپ کے گھر کا دروازہ توڑ کر پولیس والے اندر گھس گئے۔ وہاں آپ کو بیوی کے سامنے مارا، گھسیٹا۔ زخمی کیا۔ اور تشدد کیا۔ اور اسی حالت میں مارتے مارتے گاڑی میں پھینک دیا۔ اور اسی تاریک رات میں آپ کو میانوالی کی کالی جیل میں پہنچا دیا۔ اتنا تشدد اتنا ظلم اتنی بربریت کی گئی کہ ہلاکو اور ہٹلر بھی اس ظلم سے کانوں کو ہاتھ لگانے۔ اتنا ظلم کیا کہ مولانا کا بازو توڑ دیا گیا تھا۔ واللہ اعلم اس وقت ہم جہلم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام میں زیرِ تعلیم تھے۔

قاتلانہ حملہ میں بال بال بچ گئے

اکتوبر ۱۹۹۰ء میں مولانا مرحوم پر شیعوں نے ایک ناکام قاتلانہ حملہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے مولانا کو بال بال بچا لیا تھا اور اس طرح کے کئی قاتلانہ حملے اللہ نے ناکام بنا دیئے۔

مولانا حق نواز مرحوم شیعہ کے کفریات کو ببانگ دہل بیان کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں آپ کسی مصلحت اور کسی پالیسی

کو قبول نہ کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ مصلحت کا لفظ میری ڈائری سے حذف ہو چکا ہے۔ مصلحت میرے نزدیک منافقت ہے مولانا فضل الرحمان صاحب سے بھی وہ اسی وجہ سے نالاں تھے۔

مولانا فضل الرحمن اور عارف الحسینی

جس دن مولانا فضل الرحمان صاحب اور عارف الحسین کی تصویر اخبارات میں چھپی کہ دونوں ایک دوسرے سے بغلگیر ہو رہے ہیں اسی دن سے مولانا مرحوم فضل الرحمان صاحب کے اس فعل سے شرمسار اور پشیمان ہونے شروع ہو گئے تھے۔ اور کئی جلسوں میں زور دار انداز میں ان پر تنقید کی۔ اور فرمایا کہ میں نے سنیت کی خاطر مار کھائی ہے اور تم ان شیعوں سے گلے ملتے ہو۔ میں انہیں کافر کہتا ہوں تم مجھے فرقہ داریت کا طعنہ دیتے ہو۔

بے نظیر کی وزارت پر ردِ عمل

بے نظیر بھٹو نے جس دن وزارت عظمیٰ کا حلف اٹھایا مولانا مرحوم پہلے سے کہیں زیادہ پشیمان ہوئے۔ اور فرمایا کہ بے نظیر صرف عورت ہی نہیں بلکہ یہ ایرانی الذہن شیعہ ہے۔ بے نظیر کا فرہ ہے۔ چنانچہ اس کے خلاف متحدہ علمار کونسل کے اسٹیج سے جہاد کیا۔

Scanned with CamScanner

مجھے ملک بدر کر دیا جائے

مولانا فرمایا کرتے تھے۔ کہ حکومت مجھے ایک سال کے لیے ہر گلی ہر بازار، ہر چوک میں، اور ہر جیتے پہ شیعہ کے کفر کو ننگا کرنے کی کھلی اجازت دے دے تو ایک سال کے بعد انشا بات کرنے کوئی شیعہ بھی سنی کا ووٹ لے کر اسمبلی میں نہیں جائے گا۔ یا شیعہ ملک چھوڑ کر بھاگ جائے گا یا پھر مجھے ملک بدر کر دیا جائے۔

تمہارے سروں پہ جوتے مروا کر صحابہؓ کی عظمت منواؤں گا

ایک مرتبہ تقریر کے دوران فرمایا۔ کہ او شیعو اگر میں زندہ رہا تو تمہارے سروں پہ جوتے مروا کر صحابہ کی عظمت کو تسلیم کرواؤں گا۔

قومی اسمبلی میں شیعہ کو کافر قرار دیا جائے گا

فرمایا — کہ میں رہوں یا نہ رہوں لیکن میں پوری دیانت داری سے کہتا ہوں کہ میری آواز ایک بار قومی اسمبلی میں ضرور جائے گی۔ اور ایک نہ ایک دن آئے گا کہ شیعہ کو قانون ساز اسمبلی میں کافر قرار دیا جائے گا۔

Scanned with CamScanner

طاہر القادری ضد چھوڑ

ایک تقریر میں فرمایا۔ کہ یہ ٹاؤٹ ملاں عائشہؓ کے دشمن کے ساتھ اتحاد کرتا ہے۔ ابوبکرؓ کے دشمنوں کو ساتھ ملاتا ہے عمرؓ کے دشمن کے ساتھ اتحاد کرتا ہے او ٹاؤٹ ملاں ضد چھوڑ دنیا بھی بن جائے گی عاقبت بھی سنور جائے گی۔

شیعہ بوکھلا گئے

مولانا مرحوم کی شجاعت و بہادری، غیرت و حمیت کو دیکھ کر پوری دنیا تشیع بوکھلا گئی۔ وہ دلائل کا جواب دینے کی بجائے نازیبا حرکتیں کرنے لگی، طعن و تشنیع کی راستہ اختیار کرتی چلی گئی۔ اور سپاہ صحابہ پر پابندی کے مطالبات کرنے لگی۔ مطالبہ کے لیے ہفت روزہ رضا کار، الاسد اور شیعہ

شیعت کی بوکھلاہٹ

مولانا حق نواز مرحوم کی دھواں دھار، تیر سے تیز، بجلی کی مانند کڑاکے دار، مدلّل اور مسکت تقاریر پاکستان کے بڑے بڑے چوکوں میں جب ہونا شروع ہوئیں اور مولانا مرحوم نے اپنے مخصوص انداز میں شیعیت کے کفر کو عالم آشکارا کرنے کی سعی شروع فرمائی تو سُنی ذہن و دماغ جو اہل بدعت کی سیہ کاریوں کی بنا پر کلیتہً نہیں لیکن نیم ماؤف ہو چکے تھے انہیں اک جلا ملی۔ اور سُنیت جو ایک عرصے سے امام اہل سنت کی جدوجہد کو فراموش کر چکی تھی مجدد الف ثانی کی محنت، شاہ ولی اللہ کی سعی مسلسل، اور شاہ عبد العزیز کی فکر کو فراموش کرتی چلی جا رہی تھی۔ اور اس سے بڑھ کر سُنیت آسودۂ خواب ہو چکی تھی۔ آپ نے انہیں خوابِ غفلت سے بیدار کر کے دشمنانِ اصحابِ رسول کے لئے موت کا پیغام بنا دیا۔ آپ نے جب درد بھری داستانیں، اغیار کی مکاریاں، اور ان کے دینی سچ جملوں کی سازشیں آشکارا کیں تو دشمن پر ہذیانی کیفیت طاری ہو گئی اور وہ بجائے دلائل سے بات سننے اور اس کا جواب دینے کے مولانا کو لعن و تشنیع کرنے لگے اور اپنی

> اللہ اور رسول کے [illegible]

اور [illegible] یوں لکھنے لگے ہفت روزہ [illegible] کے شمارے میں تو [illegible] کی گئی ہے [illegible] حق نواز جھنگوی [illegible] تحریک [illegible] پاکستان [illegible] ۱۸ دسمبر ۱۹۸۹ ہفت روزہ [illegible] لاہور

اور انہی ہفت روزے کے اندر یوں بھی لکھا گیا ہے وہ حق نواز جھنگوی کو کھلا چیلنج "

"ہم ایک عرصے سے آپ کی ہفوات سن رہے ہیں، خیال تھا کہ آپ شاید سنبھل جائیں مگر دن بدن شتر بے مہار کی طرح اپنی مذموم

روش میں تیزی ہی اختیار کیے جا رہے ہیں۔ ہماری خاموشی محض وطنِ عزیز اور ملتِ اسلامیہ کے وسیع تر مفاد کے پیشِ نظر رہی جس سے آپ ناجائز فائدہ اٹھاتے رہے اور کافر کافر شیعہ کافر کی اسلام سوز نعرہ بازی سے اپنی دکان چمکاتے رہے۔ آپ کے مبلغ علم سے بھی ہم خوب واقف ہیں کہ آپ اپنے مسلمات سے قطعاً نابلد ہیں لہٰذا آپ کی اس حقیقت کو عریاں کرنے کے لیے اب ہم مجبور ہیں اور آپ کو چیلنج کرتے ہیں کہ اصولِ مناظرہ کے تحت شرائط طے کر کے میدان میں آئیے۔ موضوع ایمان اور اسلام ہوگا۔ پھر دنیا دیکھ لے گی کہ تمہارا ایمان و اسلام ثابت ہوگا یا شیعہ کا (سید بشیر حسین بخاری الشیعی صدر مرکزِ تحقیقاتِ اسلامیہ بلاک نمبر ۲ سرگودھا)

(ہفت روزہ اسد لاہور ۱۸ رجب ۱۹۸۶ء)

شیعت چونک گئی

شیعہ کے بے لگام مولویوں، بدزبان لیڈروں اور یاوہ گو ذاکروں نے مزید جو کچھ لکھا وہ یہ ہے۔

"تحریک نفاذِ فقہ جعفریہ پاکستان ضلع خوشاب کے جنرل سیکرٹری ممتاز حسین بھٹی اور ضلعی سیکرٹری نشر و اشاعت ملک غلام عباس نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ ہم مسلمانوں کے درمیان نفرت پیدا کرنے والے اسلام دشمن عناصر کو اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ ہم بخوبی آگاہ ہیں کہ کچھ عرصہ سے ایک منظم سازش سے پورے ملک میں چند مفاد پرست نام نہاد مولوی ملتِ اسلامیہ کے درمیان تفرقہ کی فضا پیدا کرنے میں مصروف ہیں۔ اپنی تقاریر میں غلیظ زبان استعمال کرتے ہوئے کبھی کافر کافر سنی کافر اور کبھی کافر کافر شیعہ کافر کے نعرے لگا کر حقیقی مسلمانوں کے جذبات مجروح کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو کافر کہنے والے خود تو کافر ہو سکتے ہیں مگر اسلام کے ٹھیکیدار نہیں بن سکتے۔ انہوں نے گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ میں ایک شرپسند

مولوی کی تقریر کی پُر زور مذمت کی اور حکومتِ پنجاب کو اس واقعہ کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے کہا کہ پنجاب کی حکومت مسلمانوں کو آپس میں دست و گریبان کرنے کے لئے اپنے نام نہاد مولویوں کی سرپرستی کر رہی ہے۔ ہم حکومتِ پنجاب کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ ایسی ملک دشمن حرکات سے باز رہے ورنہ اس اختلاف کی آگ میں خود بھی جلے گی۔

(ہفت روزہ اسد لاہور ۲ تا ۱۰ فروری ۱۹۹۰)

شیعت کا ہذیان

ہفت روزہ شیعہ لاہور کا ایڈیٹر ایک "نیا ڈرامہ" کے زیر عنوان یوں جھوٹ لکھتا ہے:-

"حکومتِ پنجاب کی توجہ کافی عرصہ سے اس امر کی طرف منعطف کرائی جاتی رہی کہ انتظامیہ مولوی حق نواز جھنگوی پر نظر رکھے جو ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کے لئے اپنی زندگی وقف کر چکا ہے۔ بعض لوگوں کو فسادات کرانے کے فن میں ید طولیٰ حاصل ہوتا ہے۔ آج کل اس میدان میں مولوی جھنگوی دندناتے پھر رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں راولپنڈی کے بنی چوک میں حاجی پرویز خان قائم مقام میئر کارپوریشن کی زیر صدارت ایک جلسہ منعقد کر کے مولوی جھنگوی صاحب نے شیعوں کو خوب گالیاں دیں۔ اور بزرگانِ دین کی کردار کشی کی جس کا ریکارڈ انتظامیہ کے پاس ہوگا لیکن شیعہ تو نہ کبھی اشتعال میں آتے ہیں نہ قاتلوں اور مفسدوں میں شامل ہونا پسند کرتے ہیں۔ امیر شام کے دورِ تبرا سے آج تک وہ اسی مسلک پر قائم ہیں۔ اب ایک ایسے موقع پر جب کہ عدمِ اعتماد کی تحریک کی وجہ سے ملک میں غیر یقینی صورتِ حال ہے، موقعہ کو غنیمت سمجھ کر مولوی جھنگوی نے کار پر قاتلانہ حملے کا ڈرامہ رچایا ہے اور اپنی رپٹ میں ایسے لوگوں کو ملوث کرنے کی جسارت کی ہے جو قاتلوں کے نہیں بلکہ مقتولوں اور مظلوموں

کے ساتھی اور حامی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ پلان کسی اعلیٰ سطح پر تیار کیا گیا ہے۔" (ہفت روزہ شیعہ لاہور)

شیعت نے گھٹنے ٹیک دیئے

مولانا مرحوم ومغفور نے شیعت کے بوسیدہ محلات کی دیواریں جوں جوں گرانے کی سکیم تیار فرمائی اور جوں جوں اپنی جانباز فورس کو اس سلسلہ میں متوجہ کرتے گئے توں توں شیعت پاکستان کی سرزمین پر ذلیل ہوتی چلی گئی۔ جب مولانا کے طوفانی ریلے کے مقابلے سے شیعت عاجز اور بے بس ہو گئی تو پھر اپنے جلسوں میں اور نجی طور پر مولانا کے پروگرام پر پابندی اور قدغن لگانے کے مطالبات شروع کر دیئے۔ چنانچہ ہفت روزہ اسد لاہور کی عبارت درج ذیل ہے۔

"فسادی ملّاں حق نواز جھنگوی کی فرقہ وارانہ تنظیم انجمن سپاہ صحابہؓ پر پابندی عائد کی جائے اور اس تنظیم کے سرپرست ملّاں حق نواز جھنگوی کو فوراً گرفتار کر کے اس کے منہ میں لگام دی جائے اس لئے کہ وہ اس تنظیم کے ذریعے توہین صحابہؓ کا سبب بن رہا ہے اور ملک میں غنڈہ گردی، بدامنی اور فرقہ واریت پھیلا رہا ہے جو کہ پاکستان میں جمہوریت اور ملکی سالمیت کے خلاف ایک گہری سازش ہے۔ (ہفت روزہ اسد لاہور ۹ جنوری ۱۹۹۱ء)

جنرل ضیاءالحق نے درگزر کر دیا

ہفت روزہ شیعہ رسالہ لاہور میں یہ بیان موجود ہے:۔

"جھنگ کے ایک فسادی مولوی حق نواز جھنگوی جن کے خلاف قتل اور اقدامِ قتل سمیت دیگر سنگین جرائم میں ملوث ہونے پر ایک درجن سے زائد مقدمات درج ہیں، نے گزشتہ دنوں شیخوپورہ میں ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹ ر نکاتی

اشتراکِ عمل اور" دس نکاتی "اعلامیہ وحدت" ان کے خیال میں مسلمانوں کے خلاف سازش ہے۔ یاد رہے کہ مولوی جھنگوی اب تک ۵ سے زائد شیعہ اور سُنّی مسلمانوں کو اپنے نام نہاد مشن کی بھینٹ چڑھا چکے ہیں اور سابقہ دور میں جنرل ضیاء کے حکم پر اس وقت کے ڈویژنل کمشنر فیصل آباد نے جھنگ کی ضلعی انتظامیہ کو ان کی سرگرمیوں پہ درگزر سے کام لینے کا حکم دیا تھا"

(ہفت روزہ رضا کار لاہور ۲۴ تا ۳۱ جنوری ۱۹۹۰ء)

سپاہ صحابہؓ پر پابندی کا مطالبہ

منتظر شیعہ آرگنائزیشن بھکر کا درج ذیل بیان بھی شیعت کی بوکھلاہٹ کی واضح اور بیّن دلیل ہے، ہفت روزہ شیعہ لاہور یکم فروری ۱۹۹۰ء کے شمارہ میں یہ عنوان ہے۔ "عظمتِ اہل بیت کے منکروں سے جہاد کیا جائے گا"

لکھا ہے کہ

"منتظر شیعہ آرگنائزیشن بھکر کے صدر صابر حسین حیدری نے ملک میں بڑھتی ہوئی فرقہ وارانہ کشیدگی کی سخت مذمت کی ہے اور کانگریسی ایجنٹوں حق نواز جھنگوی اور منظور چنیوٹی کی ملت جعفریہ کے خلاف بے بنیاد الزامات کی سخت مذمت کی ہے۔ صابر حسین حیدری نے کہا کہ یہ درباری ملاں پاکستان کے امن و امان کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور غیر ملکی آقاؤں کے اشارے پر شیعہ سُنّی بھائیوں کو لڑانا چاہتے ہیں M.S.O کے جیالے نوجوان نجدی ملاؤں کی اسلام دشمن حرکتوں کے خلاف جدوجہد جاری رکھیں گے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ فرقہ وارانہ تنظیم سپاہ صحابہؓ پر پابندی عائد کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ ہم

محمدؐ اور آلِ محمدؐ کے غلام ہیں، ہماری ناصبیت کے خلاف جدوجہد جاری رہے گی۔ انہوں نے ملّت جعفریہ پر زور دیا کہ وہ قائد ملّت جعفریہ آقائے موسوی کی قیادت میں شیعہ حقوق کے حصول کے لئے متحد ہو جائیں۔ انہوں نے کہا جو بھی یا علی مدد اور عظمت اہلِ بیت کا منکر ہوگا ہمارا اس کے خلاف جہاد جاری رہے گا۔"
(ہفت روزہ شیعہ لاہور یکم فروری ۱۹۹۰ء)

درج بالا شیعہ رسائل کے حوالہ جات ہم نے پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، یادگارِ اسلاف، نشانی حضرت شیخ العرب و عجم سید حسین احمد مدنی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت فیوضہم کی کتاب مذہب اہل السنت و الجماعت اور مولانا حق نواز کی شہادت" اور رسالہ حق چار یارؓ مارچ اپریل ۱۹۹۰ء سے لئے ہیں، اصل مراجع کے لئے "تحریک خدام اہل السنت پاکستان" کی کسی ذیلی شاخ سے یہ رسالہ اور کتاب طلب کی جا سکتی ہے۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان "مولانا حق نواز جھنگوی کی شہادت" کے ص ۲۴ پر رقم طراز ہیں کہ اہل تشیع کے مذہبی جرائد و اخبارات بھی مولانا جھنگوی مرحوم کے خلاف اشتعال انگیز بیانات دیتے رہے ہیں چنانچہ (۱) ہفت روزہ اسد لاہور نے بعنوان "حق نواز جھنگوی کی فتنہ انگیزی" ایک مستقل اداریہ لکھا ہے جس کے اقتباسات حسب ذیل ہیں (ا) حق نواز جھنگوی کا تعلق اسی گروہ سے ہے جس نے آج تک پاکستان کے وجود کو صدقِ دل سے تسلیم نہیں کیا۔ کیونکہ اس گروہ نے قیام پاکستان کے وقت اس کی کھل کر مخالفت کی تھی۔ (ب) علامہ حق نواز جھنگوی نے ایک تخریب کار جماعت "سپاہ صحابہؓ" کی بنیاد رکھی جس کا واحد مقصد یہ ہے کہ پاکستان میں فرقہ واریت کو ہوا دی جائے تاکہ اس ملک میں خانہ جنگی کی صورت پیدا کی جائے اور ملک کے حصے بخرے ہو جائیں (ج) ہم حق نواز جھنگوی اور ان کے فسادی گروہ

کو انتباہ کرتے ہیں کہ وہ تخریب کاری سے باز آ جائیں ورنہ پاکستان کے عوام انہیں واپس اُن کے آقاؤں کے پاس دھکیل دیں گے۔ (ہفت روزہ اسد لاہور ۱۸ دسمبر ۱۹۸۹ء بحوالہ (حق نواز جھنگوی کی شہادت مؤلفہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال)

کافر کافر شیعہ کافر کیوں کہا؟

مشہور شیعہ مجتہد بقول حضرت قاضی صاحب مدظلہ، ہاتمی مجتہد

محمد حسین ڈھکو آف سرگودھا نے یکم جون ۱۹۹۰ء مہاجرین امام باڑہ چکوال میں تقریر کی۔ اس کی تقریر کیا تھی بس جھوٹ، مکذوبات، افترآئت کا پلندہ ہے اور چوں چوں کا مربہ۔ اس تقریر کے اندر اُس نے کہا کہ آج مسلمانوں کو کافر بنانا ہمارا محبوب مشغلہ بن گیا ہے۔ بات بات پہ کافر، ہر چیز پہ کافر۔ نہ کوئی اصولی اختلاف نہ فروعی اختلاف۔ کسی بات پر ذرا جھگڑا ہو جاتے تو کفر سے نیچے ہمارے پاس کوئی فتویٰ نہیں ہے اگرچہ مولوی صاحبان کے کفر کے فتووں سے کوئی بھی دنیا کا مسلمان نہیں بچتا، یقیناً سب سے بڑھ کر آج اس فتوے کا نشانہ ہماری قوم اور ملت مسلمہ جعفریہ کو بنایا گیا ہے۔ دیوارں پہ دیکھ لو تو یہی نظر آئے گا کہ کافر کافر شیعہ کافر، میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ذرا یہ تو بتاؤ کہ ہم پر یہ لگرانے کا سبب کیا ہے، یہ کافر کافر کی رٹ لگانے کا باعث کیا ہے؟ الخ بحوالہ ماہنامہ حق چار یارؓ صفحہ ۱۲ سے لے کر صفحہ ۵۵ تک محمد حسین ڈھکو کی خرافات اور ان کا جواب دیا گیا ہے یہ مفصل مضمون اہل قبلہ کون؟ کے عنوان سے حضرت قاضی صاحب مدظلہ نے رقم فرمایا ہے۔ (ماہنامہ حق چار یارؓ جون جولائی ۱۹۹۰ء ج ۲)

یہ نعرہ ردِ عمل ہے شیعہ کے کفریات کا

قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب

امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان، جو اپنی ٹھوس اور مثبت پالیسی اور حکمت عملی کے مطابق ردِ شیعیت اور مدحِ اصحاب رسولؐ پر کام کر رہے ہیں۔ محمد حسین ڈھکو کی تردید اور مولانا حق نواز جھنگوی مرحوم کی تائید میں اسی ماہنامہ

کے مضمون اہل قبلہ کون؟ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"مولانا حق نواز صاحب جھنگوی شہید مرحوم جب شیعہ مذہب کی جدید و قدیم عبارتوں سے مطلع ہوئے تو انہوں نے حقیقی صحابہؓ اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دفاع میں انجمن سپاہ صحابہؓ کے نام سے ایک تنظیم قائم کی اور اپنی تقریروں میں انہوں نے اہل السنت والجماعت کے سامنے شیعہ مصنفین کی تکفیری عبارتیں پیش کیں اور اس کے ردِ عمل میں انہوں نے تکفیر شیعہ کا عنوان قائم کیا۔ (ماہنامہ حق چار یارؓ جون جولائی ۱۹۹۰ء) صد ۳۹ بعنوان مولانا حق نواز شہیدؒ)

مولانا جھنگوی کی بیوہ کو دھمکیاں

جھنگ ۵ مارچ۔ انجمن سپاہ صحابہ کے سرپرست اعلیٰ مولانا حق نواز جھنگوی کی بیوہ کو ٹیلی فون پر قتل کی دھمکیاں مل رہی ہیں، جس سے وہ مزید خوفزدہ ہوگئی ہیں۔ مولانا کی بیوہ نے نمائندہ "مشرق" کو بتایا کہ انہیں مختلف ٹیلی فون موصول ہوئے ہیں جن میں فون کرنے والے نامعلوم افراد نے فحش گفتگو کی اور بعد میں انہوں نے کہا کہ مولانا حق نواز کے بعد اب تمہارے بڑے بیٹے اظہار الحق کی باری ہے۔ تیار ہو جاؤ۔ ہم تمہارے خاندان کو ختم کر دیں گے۔ انہوں نے یہ تمام باتیں انجمن سپاہ صحابہؓ کے دفتر میں فوری طور پر فون کر کے بتا دیں۔ انہیں کچھ علم نہیں کہ مقامی انتظامیہ نے اس سلسلے میں کیا کارروائی کی ہے (روزنامہ مشرق لاہور ۶ مارچ ۱۹۹۰ء بحوالہ ماہنامہ حق چار یارؓ صد ۵)

یہ مذہبی دشمنوں کی کارروائی ہے

حضرت اقدس قاضی صاحب فرماتے ہیں:۔

"بیوہ محترمہ کو یہ دھمکیاں بھارت کی تنظیم "را" کے تخریب کاروں کی طرف سے ہیں یا شہر جھنگ سے ہی

مخالفین یہ دھمکیاں دے رہے ہیں۔ غیر ملکی تخریب کاروں کو ان کی بیوہ کو دھمکیاں دینے سے کیا مطلب؟ یہ مرحوم کے مذہبی دشمنوں کی کارروائی ہے۔" (ماہنامہ حق چار یار ماہِ مارچ اپریل ۱۹۹۰ء)

علماء کرام کو دھمکیاں

حضرت قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ وہ سُنّی علماء کو بھی دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ چنانچہ ایک سُنّی مولانا کے نام جو خط آیا ہے۔ اس کے اقتباسات درج ذیل ہیں:۔

۱:۔ آپ سنائیں آپ کا کیا حال ہے اور تمہارے جھنگوی کا کیا حال ہے۔ آپ اپنی حرکات سے باز آجائیں ورنہ تمہارا حال بھی احسان اللہ فاروقی، علامہ ظہیر اور جھنگوی سے زیادہ بھیانک اور عبرت ناک ہوگا۔ پہلا ہمارا مشورہ یہ ہے کہ ہمارا دین جو سچا ہے اور حق پر ہے قبول کر کے اس کے مبلّغ بن جاؤ۔

۲:۔ آخری مشورہ یہ ہے کہ اگر تمام مشوروں سے کوئی بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہو تو پھر اپنے انجام کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تم اپنے بڑے آمر کا حشر دیکھ چکے ہو، ساتھ اپنے چھ جرنیلوں اور ساتھیوں کا بھی بیڑہ غرق کرایا۔ یہ شخص بھی ہمارے خلیفہ حسینی کو شہید کر کے ملک میں فقہ حنفی نافذ کرنے والا تھا۔ پھر اس کا اپنے تیس ساتھیوں سمیت جو حشر کیا گیا وہ تمہارے سامنے ہے۔

۳:۔ تم زیادہ ہو لیکن تمہارے اوپر ہم غالب ہیں کیونکہ زیادہ پر حکومت ہماری ہے۔ صدر امام خمینی کو ماننے والا ہے۔ کوئی کسی ملک سے صدر امام کے جنازے پر نہیں گیا لیکن صرف ہمارا صدر گیا ہے کیونکہ یہ ہمارے سچے مذہب کا پیروکار ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ چیف آف دی آرمی سٹاف ہمارے مذہب کے پیروکار اور تمام اعلیٰ عہدوں پر افسران ہمارے مذہب کے بیٹھے ہوئے ہیں۔

۴۔ اور وہ وقت آنے والا ہے کہ تمہاری اس مسجد میں مجلس عزا ہوگی۔ امام حسین پر درود پڑھا کریں گے۔ اس لئے پروفیسر ساجد میر کی طرح تم بھی ہماری بات مان لو۔ ورنہ ہمارا پانچواں منصوبہ تیار ہے۔ رمضان کے روزے تمہیں نصیب نہیں ہونے دیں گے۔ اگر تم لوگوں نے جلوس بند نہ کئے تو ۲۳ مارچ سے پہلے پہلے ان کا یا کچھ کا تمہارے سمیت حشر جھنگوی سے بھی خطرناک ہوگا۔

(من جانب غلام و خادمین موسوی ونقوی)

موت وحیات اللہ کے اختیار میں ہے

حضرت اقدس قاضی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ موت و حیات تو قادرِ مطلق کے قبضہ میں ہے لیکن یہ دھمکیاں تو سنی علما کو ان کے مذہبی دشمنوں کی طرف سے ہی دی جارہی ہیں، بیرونی بھارتی تخریب کاری کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بہرحال سنی علمائے کرام کو اپنے مقصد کی طرف مضبوطی سے گامزن رہنا چاہیئے۔ (مولانا حق نواز جھنگوی کی شہادت ص۲۹)

شیعت کی کارستانیاں

آپ نے شیعہ کے لیڈروں، ذاکروں، مولویوں مجتہدوں، ماتمیوں اور ورکروں کی ہفوات اور خرافات کو بحوالہ ملاحظہ فرمایا کہ شیعہ قوم چیخ اٹھی کہ ہمیں حق نواز کافر کہتا ہے۔ ہمیں کفر کے فتوے سنائے جاتے ہیں اور سنی نوجوانوں سے دیواروں پر لکھوائے جاتے ہیں اور شیعہ نے اپنا بھرم رکھنے کے لئے مولانا مرحوم کو تخریب کار فتنہ پرداز تک کہا۔ اور جو کچھ بھی اس کے علاوہ ان غلیظ لوگوں کی زبانوں سے نکلا اور ان کے مکذوبات سے بھرے ہوئے دلوں نے اگلا اور جو اُن کی قلموں نے لکھا وہ ہم اپنی اس تحریر میں لکھ چکے ہیں۔۔ لیکن آپ ٹھنڈے دماغ سے سوچیے، دل پر ہاتھ رکھ کر ذرا اندازہ فرمائیے کہ مولانا جھنگوی کا تشدد ان کی حق گوئی و بے باکی ان کی جرأت و بہادری کیا ذاتیات پر مبنی تھی یا حقائق پر؟ تو جب آپ منصفانہ طور پر معلوم کریں گے تو یاد رہو گا کہ مسلمانوں

کے عقائد و نظریات پر شیعت نے اہل بیت عظام کی محبت کی آڑ میں شب خون مارنے کی بزدلانہ جرأت کی جس کا خمیازہ صرف پاکستانی شیعہ ذاکروں، مصنفوں اور لیڈروں کو ہی نہیں بلکہ پوری دنیائے شیعت کو بھگتنا پڑا اور یہ خمیازہ یہ متعہ کی اولاد قیامت تک بھگتتی رہے گی ؎

ہم کل بھی سردار صداقت کے امیں تھے
ہم آج بھی اعلان حق سر عام کریں گے

شیعہ مذہب نے کیا گل کھلائے

اب شیعہ قوم کے مبلغین اور ذاکرین ان عبارات کو ٹھنڈے دماغ اور حوصلے کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں جن کی بنا پر حضرت جھنگوی "شہید" کافر کافر شیعہ کافر" کہتے تھے اور آج پاکستان کے چپے چپے پر بچے بچے سے سنا جا سکتا ہے آپ ان عبارات کو ملاحظہ فرمائیں۔ اصول کافی کتاب الحجۃ ج ا ص ۲۲۸ پر حضرت جابر کی روایت لکھی ہے۔

عن جابر قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول ما ادعی احد من الناس انہ جمع القرآن کلہ کما انزل الا کذاب وما جمعہ وحفظہ کما نزلہ اللہ تعالیٰ الا علی بن ابی طالب والائمۃ من بعدہ علیہ السلام (ص ۲۲۸)

کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے سارا قرآن اس طرح جمع کیا ہو جیسا کہ یہ نازل ہوا ہے۔ جو شخص ایسا دعویٰ کرے وہ کذاب ہے، اس (قرآن) کو نزول کے مطابق نہ کسی نے جمع کیا نہ کسی نے یاد کیا، مگر علی ابن ابی طالب نے اور ان کے بعد آنے والے ائمہ نے۔

۲۔ اصول کافی میں ہے:۔ فاذا قام القائم قرأ کتاب اللہ عزوجل علی حدہ واخرج المصحف الذی کتبہ علی علیہ السلام اصول کافی ج ۲ ص ۶۳۲

جب امام مہدی آئیں گے تو اس وقت قرآن اپنی اصل پر پڑھا جائے گا اور وہ

قرآن لایا جائے گا جو حضرت علی علیہ السلام نے لکھا تھا۔

۳۔ اِنَّ اللّٰہَ اصطفیٰ آدم ونوحًا وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین

علی ابن ابراھیم قمی

شیعی مفسر نے لکھا کہ یہاں آلِ محمد بھی تھا۔ جو نکال دیا گیا ہے۔

۴۔ ولقد عہدنا اِلیٰ آدم من قبل فنسی ولم نجد لہٗ عزما

امام جعفر صادق سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے، کہ اور ہم نے آدم کو پہلے سے محمدؐ، علی، حسن، فاطمہ، حسین اور ان کی ذریت کے ائمہ کے بارے میں حکم دیا تھا سو آدم بھول گئے۔ خدا کی قسم حضورؐ پر یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی تھی۔

کیا یہ قرآن کے محافظ ہیں؟

آپ نے قرآن پاک سے متعلق شیعہ کی قدیم روایات ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔ اصول کافی وغیرہ شیعہ کی اصل الاصول کتب ہیں جن پر اس مذہب کی بنیاد و نہاد ہے اور اس کتاب میں تحریف کے عقیدے کو صراحۃً تسلیم کیا گیا ہے اور یہ لکھا گیا ہے کہ اس قرآن سے فلاں آیت کاٹی گئی۔ فلاں مقام سے فلاں الفاظ نکالے گئے، تو قرآن کریم کے اندر کمی بیشی ماننے والے قرآن کے محافظ ہوئے یا اس نبوی سرمایہ کو اور کلام ربانی کو محرف ومبدل مان کر مذہبی چور اور ڈاکو۔؟ ان عبارات سے بھی شیعہ کا کفر ننگا ہوگیا ہے۔

شیعہ کی چوٹی کی کتاب فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب علامہ حسین بن محمد تقی کی تصنیف ہے جس میں انہوں نے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا کر قرآن کو محرف اور مبدل ثابت کرنے کی ناکام جسارت کی (العیاذ باللہ)

سرگودھا کے محمد حسین ڈھکو نے لکھا ہے کہ اصل قرآن میں بارہ اماموں کے نام وغیرہ بھی تھے لیکن وہ نکال دیئے گئے ہیں! اور انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ ہمارے بعض علماء تحریف قرآن کے قائل ہیں (احسن الفوائد ص ۲۷۹)

بحوالہ عظیم فتنہ مولفہ قاضی مظہر حسین صاحب) اسی طرح ایک شیعہ مرزا احمد علی امرتسری نے لکھا کہ میں بھی قرآن جیسی کتاب لکھ سکتا ہوں (الانصاف)

ایران کا شائع شدہ قرآن کیوں ضبط کیا گیا

شیعہ قرآن مجید الہامی کتاب الٰہی کو صحیح تسلیم نہیں کرتے چنانچہ ایران کے خونخوار مذہبی بھیڑیوں نے خونی انقلاب کے بعد قرآن پاک کا تحریف شدہ نسخہ شائع کیا جس کو صدر ضیاء الحق مرحوم کی حکومت نے ضبط کرنے کا حکم فرمایا تھا۔۔۔ ”چنانچہ روزنامہ مشرق جو ٹرسٹ آف پاکستان کا حکومتی اخبار ہے“ اس میں حسب ذیل خبر شائع ہوئی۔

”حکومت پاکستان نے ادارہ سازمان، چپ انتشارات جاوداں (ایران) کا شائع کردہ قرآن پاک نمبر ۴ کی تمام کاپیاں اعراب کی اغلاط جو قرآن پاک کے مصدقہ اور قابل قبول نسخہ کے خلاف ہے کی بناپر ضبط کر لی ہیں۔ اس سے پاکستان میں مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں حکومت نے قرآن پاک نمبر ۴ کی تمام کاپیاں بھی فوری طور پر ضبط کر لی ہیں“

(روزنامہ مشرق لاہور ۱۲ دسمبر ۱۹۸۷ء)

شیعہ مذہب کے رہنما ذرا اپنی ان اداؤں پر بھی غور فرمائیں کہ وہ کیا کرتے آئے ہیں اور مذہبی قزاق بن کر بہروپیوں کی طرح کس طرح قرآن و سنت کے مسلمات کو چیلنج کرتے آئے ہیں اور فی زمانہ بھی وہ اپنی اسی ضد اور ہٹ دھرمی پر ڈٹے آرہے ہیں (واللہ الھادی) اسی وجہ سے تو مولانا حق نواز مرحوم اور سارے سنی مذہبی علماء رہنما شیعیت کے کفر پر اتفاق کر چکے ہیں۔

Scanned with CamScanner

نبی پاکؐ امام مہدی کے مُرید ہوں گے

شیعہ کی مشہور و معروف کتاب حق الیقین مطبوعہ تہران کے بدلگام، بدطینت مصنف ملّا باقر مجلسی نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ بھی کم کر دیا۔ اور اس بدبخت نے اپنی بدنام زمانہ تصنیف میں لکھا ہے کہ رسول اللہؐ امام مہدی کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ حق الیقین ص ۳۴۷ ج ۲ (پرانا) ہے۔ "چوں قائم آلِ محمد بیروں آید خدا اورا یاری کند اوّل کیکہ با او بیعت، کند محمد باشد" العیاذ باللہ، کہ امام مہدی جب غار سے باہر آئیں گے تو سب سے پہلے حضرت محمدؐ ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔

چار مرتبہ متعہ اور مقام رسول اللہ

ایک دوسرا بدبخت و بدنصیب شیعہ مصنف ملّا فتح اللہ کاشانی تفسیر منہج الصادقین کے اندر لکھتا ہے۔ کہ جو ایک مرتبہ متعہ کرے گا اس کا درجہ حسین کا درجہ ہے جو دو مرتبہ متعہ کرے گا اس کو حضرت حسن کا درجہ مل گیا اور تین مرتبہ متعہ کرنے والے کو حضرت علی کا درجہ مل گیا اور لکھا ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے چار مرتبہ متعہ کیا اس کو میرا رُتبہ مل گیا ہے۔

خمینی کی ہفوہ

خمینی صاحب بانی خونی شیعی انقلاب ایران ملعون اپنی کتاب الحکومت الاسلامیہ میں لکھتے ہیں کہ ہمارے اماموں کو وہ رتبہ حاصل ہے جو کسی مقرب فرشتہ اور نبی مُرسل کو بھی حاصل نہیں۔ (استغفر اللہ)

ملا باقر مجلسی خمینی کی نظر میں

ملا باقر مجلسی جسے شیعہ اپنے لئے باعثِ صد افتخار جانتے ہیں، اور جسے خونی انقلاب کے رہنما خمینی ایرانی نے اپنی تائید سے نوازا ہے۔ اس بد فطرت انسان نے حضرت عائشہ رضؓ کے بارے میں یوں لکھا ہے، "چوں قائم ما ظاہر شود، عائشہ را زندہ کند تا برا وحد بزند و انتقام فاطمہ از و بکشد"، حق الیقین صفحہ ۳۴۷ اسی بد بخت مصنف ملعون و مردود نے لکھا ہے کہ عائشہ غدارہ اور حضرت حفصہ رضؓ و عائشہ رضؓ کے بارے میں لکھا ہے "آں دو منافقہ۔ حیات القلوب صفحہ ۴۲۵، ج ۲۔

یہ عبارت پڑھ کر ایک عام آدمی کا دل دہلنے لگتا ہے۔ وجود کانپنے لگتا ہے۔ جسم مرتعش ہو جاتا ہے۔ دماغ کی ہنڈیا اُبلنے لگتی ہے۔ تو ایسی بد فطرت، بد بخت و بد نصیب شخصیات کو جنہوں نے اللہ کی سچی کتاب کو معاف نہیں کیا، جنہوں نے ساری کائنات کے سردار رحمت دو جہاں ؐ کو معاف نہیں کیا، جنہوں نے صدیقۂ کائنات کو معاف نہیں کیا۔ ایسے غلیظ اور نجس العین لوگوں کو تمغوں اور ایوارڈوں سے نہیں نوازا جا سکتا بلکہ ان کے لئے حق نواز مرحوم کی زبان ہی مناسب اور جرأت مندانہ فعل ہے۔

ملا باقر مجلسی کے بارے میں خمینی لکھتا ہے "وہ فارسی کتابیں جو مجلسی مرحوم نے ایرانی لوگوں کے لئے لکھی ہیں انہیں پڑھتے رہو تا کہ اپنے آپ کو کسی اور ایسی بے وقوفی میں مبتلا نہ کرو (کشف الاسرار صفحہ ۱۲۱)

شیرانی میاں ہوش کے ناخن لیں

مولانا محمد خان شیرانی جمعیت علمائے اسلام مولانا فضل الرحمان گروپ کے اس وقت پارلیمانی لیڈر ہیں جو صاف اور دو ٹوک

لفظوں میں کہا جاتا ہے کہ شیعہ نواز اور ایران کے ایجنٹ ہیں۔ ان کی ایک کیسٹ ہم نے اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا عزیز الرحمان صاحب دامت برکاتہ کے پاس سُنی جس میں انہوں نے خمینی کی پُرزور تائید کی اور کہا کہ خمینی نے صحابہؓ کے خلاف کچھ نہیں کہا۔ میں نے خمینی کی کشف الاسرار و حکومت الاسلامیہ کو پڑھا ہے۔ مولوی حضرات فرقہ وارانہ باتیں خواہ مخواہ مشتعل کرنے کے لئے کرتے ہیں میں پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے واقعی خمینی کی کشف الاسرار اور حکومت الاسلامیہ کا مطالعہ کیا ہے یا جھوٹ بول رہے ہیں۔ اگر تو آپ نے مطالعہ کیا تو ذرا ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بارے میں لکھتا ہے: "آنانہائیکہ سالہا در طمع ریاست خود را بدین پیغمبر چسپاندہ بودند و دستہ بندیہا می کردند ممکن نبود بگفتہ قرآن از کار خود دست بردارند بہر حیلہ بود کار خود را انجام میدادند (کشف الاسرار ص ۱۱۴)

ترجمہ:- وہ لوگ جو کئی سالوں سے اپنی حکومت کے طمع میں اپنے آپ کو دینِ پیغمبر سے چپکائے بیٹھے تھے اور انہوں نے گروہ بندی کر رکھی تھی ناممکن تھا کہ قرآن کے الفاظ سے اپنے کام سے باز آجائیں جس طرح بھی ہو سکے انہیں اپنے کاموں کو سر انجام دینا تھا۔

۲:- آنانہائیکہ جز برائے دنیا و ریاست با اسلام و قرآن سروکار نداشتند و قرآن را وسیلۂ اجرا نیات فاسد خود فاسد خود کردہ بودند (کشف الاسرار ص ۱۱۴)

ترجمہ:- وہ لوگ جو دنیا اور حکومت کے سوا اسلام اور قرآن سے کچھ سروکار نہ رکھتے تھے اور قرآن کو اپنی بری نیتوں کے چلانے کا وسیلہ بنائے بیٹھے تھے۔

۳- اسی کتاب کے اسی مذکورہ صفحہ کے آخر میں دو مخالفتہائے

ابوبکر بالفعل قرآن"

پھر ص ۱۱۷ پر مخالفت عمرؓ با قرآن خدا" لکھا ہوا ہے۔ کیا خمینی نے کچھ نہیں لکھا؟ عبرت، عبرت۔

کاش کہ آج حق نواز ہوتے

اگر مولانا جھنگوی مرحوم کی زندگی میں شیرانی صاحب یہ جرأت کرتے تو مولانا مرحوم انہیں اپنے انجام تک پہنچا دیتے۔ مولانا مرحوم نے تو اسی تشیعت کے مسئلہ پر مولانا فضل الرحمان صاحب کو بھی معاف نہیں کیا، شیرانی صاحب کس باغ کی مولی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے ورنہ یہ شخص مسلک حق کے لئے بہت نقصان دہ ہے۔ جس نے شریعت کمیٹی کے جلاسوں کے دوران ساجد نقوی قائد تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ اور ساری دنیائے سنیت کے بلند سروں کو خاک میں ملا دیا اور مذہب کا بیڑا غرق کر دیا۔۔۔ تحریک خدام اہل السنت پاکستان اور سپاہ صحابہ پاکستان نے اپنے اپنے رسالوں میں ان کی مذمت کی ہے لیکن یہ شخص ہے کہ جس کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اور جمعیت علماء اسلام کے رہنما ہمارے دوست صاحبزادہ امجد خان صاحب نے بھی انارکلی لاہور کی دو ماں بڈیا کانفرنس" میں ان کے اس شنیع فعل کی علی الاعلان مذمت کی ہے۔ بہر حال مذہب و مسلک کے نام پر کوئی بھی گڑبڑ کرے اس کی گرفت ضروری ہے۔۔۔ یہ مولانا حق نوازؒ کی زندگی کا طرۂ امتیاز تھا۔ آل پاکستان شیرانوالہ باغ لاہور کے اجلاس میں جب سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں نے اس سلسلہ میں شیرانی صاحب سے رابطہ کیا تو انہوں نے قیل و قال سے کام لیا اور یوں مطمئن کرنے کے لئے ایک گپ شپ کر دی کہ قائد اعظم محمد علی جناحؒ کا جس نے جنازہ پڑھایا اُسے کیا کہو گے؟ جو عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق تو ہو سکتا ہے لیکن

اس سے گلوخلاصی نہیں ہو سکتی۔

کیا اب بھی شیعہ کے کفر میں شک ہے

گزشتہ صفحات میں ملا باقر مجلسی ممدوح خمینی ایرانی اور شیعہ کے امام خمینی ملا فتح اللہ کاشانی کی کفریہ عبارت سے شیعہ کفر بالکل ننگا ہو چکا ہے اس لئے مولانا حق نواز مرحوم ان کے خلاف تکفیری مہم چلا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس مشن کو کامیاب فرمائے اور ان کی کاوشوں کا نتیجہ برآمد ہو اور ان کو تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

پاکستانی شیعہ کی صحابہ دشمنی پر خاموشی کیوں؟

شیعہ مجتہد محمد حسین ڈھکو آف سرگودھا اپنی بدنام زمانہ کتاب تجلیات میں لکھتے ہیں کہ ہم ان کو (ابوبکرؓ، عمرؓ و عثمانؓ) دولت ایمان و ایقان اور اخلاص سے تہی دامن جانتے ہیں۔ (تجلیات صداقت طبع اول ص ۲۱۰ ناشر انجمن حیدری چکوال و طبع دوم ص ۲۱۶)

اور یہی بدفطرت مصنف لکھتے ہیں "ان تمام صفات مذکورہ فی الآیات سے اصحاب ثلاثہ کے دامن خالی نظر آتے ہیں۔ نہ ان کے دامن میں ایمان کی دولت تھی نہ ان کے پاس خالص لوجہ اللہ ہجرت کا ذخیرہ ہے اور نہ ان کے ہاں کسی مالی و جانی جہاد کا ثبوت ملتا ہے (ایضاً طبع اول ص ۲۶۷ طبع دوم ص ۲۸۳)

یہی مصنف لکھتے ہیں ثلاثہ (ابوبکرؓ، عمرؓ و عثمانؓ) کی فتوحات نے اسلام کو بدنام کیا (ایضاً ص ۹۵ اور لکھا ہے کہ شیعہ حضرت عمرؓ کو مومن نہیں جانتے ص ۱۸۱، یہی مصنف لکھتے ہیں کہ جناب امیر خلافت ثلاثہ کو غاصبانہ و جابرانہ اور خلفائے ثلاثہ کو گنہگار، کذاب، غدار، خیانت کار

ظالم وغاصب اور اپنے آپ کو سب سے زیادہ خلافت نبویہ کا حقدار سمجھتے تھے (ایضاً صلا ۲۰۶)

یہی ملعون ومردود مصنف، حضرت امی عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ کے بارے میں لکھتا ہے کہ ان کا یعنی حضرت عائشہ صدیقہ کا " ماں ہونا اور ہے اور مومنہ ہونا اور ہے " یعنی مومنوں کی ماں ہیں مگر مومنہ نہیں تھیں العیاذ باللہ نقل کفر کفر نباشد (ایضاً صلا ۴۷۸)

حسین بخش کی عبارت

حسین بخش جاڑہ شیعہ کے بہت بڑے گرو ہیں، مناظرہ بغداد نامی بدنام زمانہ کتاب میں لکھتے ہیں " یہ لوگ (ثلاثہ) دل وجان سے مومن نہیں تھے، البتہ ظاہراً زبانی طور پر وہ اسلام کا اظہار کرتے تھے۔ (مناظرہ بغداد صلا ۵۷) یہی بے لگام مصنف ابلیسی صفت کے مالک لکھتے ہیں کہ " خالد سیف اللہ نہیں سیف الشیطان تھا (ایضاً صلا ۱۰۰)

غلام حسین کی مکروہ عبارتیں

غلام حسین نجفی مشہور ومعروف شیعی عالم ہیں جو دن رات اصحاب رسول کے خلاف ذہن سازی کرتے رہتے ہیں، جامعۃ المنتظر ماڈل ٹاؤن ایچ بلاک لاہور کے استاد ہیں، وہاں کے طلباء کے اندر جتنی بھی سبّ صحابہ کوٹ کر بھری گئی ہے وہ ان کی دن رات کی محنت کا نتیجہ ہے اور ان کی باتیں دلائل سے ہٹ کر گالم گلوچ اور سبّ وشتم پر مبنی ہوتی ہیں۔ یہ منہ پھٹ شیعی عالم ہیں جو تحریروں اور تقریروں میں صحابہ کرامؓ کے خلاف زہر اگلنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ انہوں نے سہم مسموم نامی کتاب لکھ کر شیعیت کے مسموم ومذموم نظریات کو واضح کر دیا ہے اور اس میں

ملاحظہ کیا جا سکتا ہے کہ اصحاب رسول کے خلاف کتنا زہر اگلا گیا ہے
مثلاً بعض خرافات جو اس کتاب میں لکھی ہوئی ہیں اور مولانا جھنگوی جلسہ ہائے
عام میں سنایا کرتے تھے وہ ذرا ملاحظہ فرمائیے۔ یہ لکھتے ہیں :-

۱:- "جناب عمرؓ کی سیرت اور کردار جگہ جگہ سے زخمی ہے۔
جناب عمرؓ نے قدم قدم پر شریعت اسلام کی مخالفت کی ہے۔
اولاد رسول کی دل آزاری کی ہے رضاصان خدا پر ظلم کیا ہے۔
اللہ کے پیارے نبی کی مخالفت کی ہے۔ ان کا ناجائز مال کھایا ہے
پس ایسا شخص خلافت رسول کے پاکیزہ عہدے کے لائق نہیں
ہے۔ (الخ صنٓ ۴۲۷)

۲:- "جناب عمر نے سیاسی غرض کی خاطر وفات نبی کا انکار کیا
تھا" (سہم مسموم صنٓ ۴۲۸)

۳:- عمر کو لقب فاروق یہودیوں نے دیا تھا، جناب عمر کا موجودہ
قرآن پر ایمان نہ تھا۔ (ایضاً صنٓ ۴۲۹)

۴:- جناب عمر شراب حرام ہونے کے بعد بھی شراب پیتے
رہے (صنٓ ۴۳۰)

یہی غلام حسین نجفی لکھتا ہے کہ بی بی عائشہؓ کوئی امریکن میم یا
لونڈی تو نہیں تھی کہ بہت دور رہتی تھی اور اس کے رشتہ کی
خاطر اس کا فوٹو دکھانا پڑا (حقیقت فقہ حنفیہ صنٓ ۶۴)

یہی مصنف بدبخت لکھتا ہے کہ جناب ابوبکر اور مرزا صاحب
میں کوئی فرق نہیں کیونکہ دونوں کو دنیا نے منصب امامت دیا
ہے۔ اگر بند دل کو ایسا اختیار ہے تو دونوں کو مانو (جاگیر فدک صنٓ ۵۰۹)
یہی بدطینت مصنف رقم طراز ہے کہ بی بی حفصہ بد خلق تھی اس
بد خلقی کے باعث حضورؐ نے اُسے طلاق دے دی تھی اور

طلاق کے بعد حضرت عمرؓ نے سر میں خاک ڈالی تھی۔

(حقیقت فقہ حنفیہ ص۱۲۳)

یہ تھیں پاکستان میں پاکستانی شیعوں کی صحابہ کرام کے خلاف بڑھتی ہوئی سرگرمیاں اور اُن کے سفوات۔ اور پاکستان میں شیعی انقلاب کے راستے ہموار کرنے کی کوششیں لیکن ہماری مہربان حکومت ہے کہ تمام اعلیٰ سرکاری عہدوں پہ ان لبغل کے سانپوں کو بٹھا رکھا ہے جو سرکاری خزانوں سے خراج لے کر محسنین اسلام کے خلاف یادہ گوئیاں کر رہے ہیں اور انہی بدفطرت لوگوں کے تحفظ کی خاطر مولانا حق نواز مرحوم کو راستے سے ہٹایا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان عقل کے اندھے حکمرانوں کو ہوش کے ناخن لینے کی توفیق بخشے۔ حکمرانوں کی بات تو دور کی ہے، ہمارے سیاسی زعما اور علمائے کرام بھی اس اہم الاہم مسئلے کو زیر بحث نہیں لاتے اور نہ ہی ضرورت سمجھتے ہیں اور ان مسائل پر بحث کی ضرورت بھی نہیں اس لئے کہ ان بے چاروں کو سلام کرنے والے بھی مل جاتے ہیں، سر سرا د حضرت حضرت کے القابات بھی مل جاتے ہیں۔ ان کی سیاست کے چرچے بھی جگہ جگہ ہوتے ہیں۔ سفر کے لئے اعلیٰ اعلیٰ ماڈل کی پیجارو ملی ہوتی ہیں، بس بے چاروں کی دال روٹی چلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سیاسی علما کو بھی سمجھ نصیب فرمائے۔۔۔ اور کچھ نہ کچھ صحابہ کرام کی غیرت بھی سینے میں بٹھا لیں تو انشاءاللہ دونوں جہانوں میں عزت و کامیابی ہوگی۔ و د اللہ الهادی وھو یھدی السبیل)

سپاہ صحابہ کسی کی دم چھلّی نہیں

حضرت مولانا حق نوازؒ کو رب تعالیٰ نے عجیب و غریب فہم و فراست دی تھی۔ اپنے مسلک کے علمائے کرام جس انداز میں بھی شیعت کے خلاف کام کر رہے تھے۔ وہ خوش تھے، وہ کسی

اپنی جماعت سے محاذ آرائی نہیں کرتے تھے اور نہ ہی ان کا یہ مشن تھا، البتہ مولانا فضل الرحمان صاحب نے (جو آج کل آئی جے آئی کو اور دوسری تمام جماعتوں کو خیرباد کہہ چکے ہیں اور حضرت شیخ الاسلام عبداللہ درخواستی دامت برکاتہ کی قیادت و امارت میں بڑی تندہی سے انقلابی امور سرانجام دے رہے ہیں) جب آل پارٹیز کانفرنس کے موقع پر علامہ عارف الحسینی کو گلے لگایا اور ان سے بغل گیر ہوئے تو مولانا حق نواز جھنگوی رحؒ نے بڑی سختی سے ان پر تنقید کی اور یہاں تک فرمادیا کہ میں مولانا فضل الرحمان صاحب کی شیعہ نواز پالیسی سے کبیدہ خاطر ہوں۔۔ اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ سپاہِ صحابہ رضؓ کسی کی دم چھلی نہیں ہے۔ اس کی بنیاد ہی یہ ہے کہ کفر کو ننگا کر دے۔ صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط کہے۔

جمعیت کے دونوں دھڑے متحد ہو جائیں

یہ جملہ بڑے افسوس سے لکھا جا رہا ہے کہ مولانا مرحوم نے اپنی آخری عمر میں جے یو آئی کو متحد کرنے کی بڑی کوشش فرمائی لیکن زندگی نے وفا نہ کی۔ قاسم باغ ملتان کے پرانا قلعہ میں جلسہ تھا۔ مولانا نے دوران خطاب فرمایا کہ مولانا فضل الرحمان بے نظیر کے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں، عارف الحسینی کے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں۔ مولانا سمیع الحق اور عبدالستار نیازی مل کر بیٹھ سکتے ہیں کیا سمیع الحق اور فضل الرحمان آپس میں مل کر نہیں بیٹھ سکتے۔ فرمایا اگر مجھے اجازت دی جائے تو چھ ماہ کے اندر دونوں متحد ہو جائیں ورنہ پاکستان کی کھلی زمین ان پر تنگ کر دی جائے گی۔

جے ٹی آئی فرقہ واریت کا طعنہ دیتی ہے

گلبرگ کی لبرٹی مارکیٹ میں بہت بڑا جلسہ ہوا۔ اس جلسہ

میں جمعیت طلباء اسلام کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا تھا کہ جے یو آئی آج ہمیں فرقہ واریت کا طعنہ دیتی ہے۔ تم بتاؤ کہ ہم اصحاب رسول کے دشمنوں سے جنگ لڑ رہے ہیں یہ فرقہ واریت ہے؟ ہم صحابہ کرام کا دفاع کر رہے ہیں یہ فرقہ واریت ہے؟ تم فرقہ واریت کا مطلب ہی نہیں سمجھے۔ تم نے بس آگئی اور چھا گئی کے نعرے ہی سیکھے ہیں۔ یاد رکھو قیامت کے دن تمہیں جواب دہ ہونا پڑے گا۔

سنی تحریک اور ہمارا مشن ایک ہے

ایک مرتبہ مولانا مرحوم سے فون پر بات ہوئی اور اس وقت پہلی دفعہ یوم صدیق اکبرؓ کے موقع پر لاہور میں جلوس نکلنا تھا۔ مولانا نے سُنّی تحریک طلباء اور سپاہ صحابہؓ کے متعلق فرمایا کہ بھئی دونوں جماعتوں کا مشن تو ایک ہے۔ دونوں کی دوڑ ایک سمت ہے۔ مقابلہ دونوں کا سخت دشمن سے ہے اس لئے آپ ضرور ہمارا ساتھ دیں۔ ہم نے سپاہِ صحابہ کے اسٹیج سے اس کفر کو ننگا کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔

امام اہل سنت کی تاریخ زندہ کرنے کا عزم

امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگویؒ نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ ۲۰، ۲۲ سال کے بعد تقریباً امام اہلسنت عبد الشکور لکھنویؒ کی تاریخ کو زندہ کرنے کا عزم کر چکا ہوں اور یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ یہ تعصب جو ہمارے ماحول اور معاشرے میں پھیل گیا تھا یا غیر شعوری یا شعوری طور پر پھیلا یا گیا تھا کہ سُنّیت بے حس ہے، یا سُنّی سُن ہے یا سُنّیت میں بیداری نہیں ہیں دیانتداری سے اس تاثر کو زائل کرنا چاہتا ہوں کہ سنّیت میں نہ بے حسیت ہے نہ بے ضمیری ہے اور نہ بے غیرتی ہے۔ البتہ سنّیت کو گائیڈ کرنے

کی اسے لائن دینے کی ضرورت ہے۔ اور جب بھی کبھی نیک نیتی کے ساتھ سنّی قوم کو لائن دی گئی ہے یا لائن دی جائے گی تو یہ ایک بہادر، غیور اور باضمیر قوم ہے اور جان تک کا نذرانہ دینے سے کبھی دریغ نہیں کرتی۔

کیا یہ ہماری غیرت کو چیلنج نہیں

مولانا، سنّی قوم کو لیڈروں سے لے کر ادنیٰ کارکن تک عجیب ذہن دے کر گئے۔ ایک مرتبہ فرمایا۔ میری اعلماء سے درخواست ہے کہ ہم قرآن وسنت بیان کرنے کے لیے ڈپٹی کمشنر کے محتاج کیوں رہیں۔ کوئی پتہ نہیں ڈپٹی کمشنر شیعہ ہے یا قادیانی ہے، کمیونسٹ ہے یا عیسائی ہے لیکن ہم درخواست پر جناب عزت مآب لکھ کر قرآن کو بیان کرنے کی درخواست لے کر پھر رہے ہوتے ہیں۔ کیا یہ ہماری غیرت کو چیلنج نہیں؟ دشمن نے اپنے گھوڑے اور ٹٹو کی اہمیت منوا لی ہے۔ لیکن مولوی نے اپنی قوم سے اپنی حیثیت اور اہمیت نہیں منوائی۔

لوہے کی لگام لگائی جائے گی

ایک مرتبہ فرمایا اس شیعہ بے ایمان نے پیغمبر کی بیوی کو، حضرت معاویہ رضؓ کی بہن کو حرام زادی لکھا ہے اور تیری بیٹی حلال زادی ہے۔ تیری بیوی حلال زادی ہے، تیری ماں حلال زادی ہے لیکن پیغمبر کی بیوی کو تیرے ملک کا شیعہ حرام زادی تحریر کرے اور تو میرا راستہ روکتا ہے، میں اب شیعت کو لوہے کے چنے چبواؤں گا۔ ان کو لوہے کی لگام لگائی جائے گی۔ انہوں نے پیغمبر کی آبرو عزت پر حملہ کیا ہے۔ سنّی نوجوان اٹھ، سر پر کفن باندھ اور اپنی امی کے لیے، کون امی جو پیغمبر کی عزت ہے، کون امی، جو پیغمبر کا وقار ہے۔ کون امی، جو پیغمبر

کی بگڑی ہے اس کے لئے سڑک پہ آکر مٹ جایا اس کفر کا راستہ روک لے

جھنگوی تیری جرأت کو سلام

مولانا مرحوم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مستقبل سے بے نیاز ہو کر کہنا چاہتا ہوں، زندگی موت کو برابر کر کے کہنا چاہتا ہوں کہ شیعہ ہندو سے بڑا کافر ہے شیعہ سکھوں سے بڑا کافر ہے، شیعہ عیسائی سے بڑا کافر ہے، شیعہ پارسائی سے بڑا کافر ہے، شیعہ مجوسی سے بڑا کافر ہے، شیعہ ابوجہل سے بڑا کافر ہے، شیعو دیر ہے اندھیر نہیں۔ میرا وجدان کہتا ہے میں زندہ رہوں یا نہ رہوں لیکن تمہیں پاکستان کی دھرتی پہ ایک دن غیر مسلم اقلیت ضرور تسلیم کیا جائے گا۔ اے امیر عزیمت، سُنیوں کے بے تاج بادشاہ ہم تیری جرأت، بہادری اور شجاعت کو سلام کرتے ہیں۔

مولانا مرحوم کی شہادت

۲۲ فروری ۱۹۹۱ بروز جمعرات بوقت رات آٹھ بجے مولانا مرحوم کو بزدل دشمنوں نے اس وقت شہید کر دیا جب آپ ایک محلہ دار کی شادی کے لئے تشریف لے جا رہے تھے حق مغفرت کرے آزاد مرد تھا۔

حضرت درخواستی نے امامت کروائی

اس مرد قلندر کی نماز جنازہ حضرت شیخ الاسلام مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ العالی نے پڑھائی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو ہر محاذ پر فتح نصیب فرماتے اور مولانا کی عظیم قربانی کو قبول فرماتے۔ آمین ثم آمین۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

خراجِ تحسین

امیر تحریک خدام اہلسنت پاکستان مولانا قاضی مظہر حسین فرماتے ہیں، مولانا جھنگویؒ دفاع صحابہ کے جذبہ سے سرشار تھے۔

۱۔ قاری سعید الرحمان سابق صوبائی وزیر۔
رب تعالیٰ مولانا کے مشن کو کامیاب فرمائے۔

۲۔ مولانا محی الدین سربراہ تحریک فقہ حنفیہ پاکستان۔
مولانا کا انداز خطابت عین ایمان ہے

۳۔ مولانا محمد اکرم الاشعری جے یو آئی۔
مولانا کی بے باکی کی مثال نہیں ملتی

۴۔ مولانا علی شیر حیدری۔ صدر سندھ سپاہ صحابہ
مولانا کے مشن کو عین حق سمجھتا ہوں

۵۔ مولانا خضر علی عثمانی، صوبہ سرحد۔
مولانا امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں۔

۶۔ مولانا زاہد الراشدی سیکرٹری اطلاعات جے یو آئی۔
مولانا تحفظ ناموس صحابہؓ کے لیے کام کر رہے ہیں۔

۷۔ مولانا قاری گل رحمن سرحدی۔
مولانا کا مشن صحیح مشن ہے۔

۸ مولانا زاہد الحسینی اٹک۔
مولانا جو محنت کر گئے اس کا ثمرہ قیامت تک ملے گا۔

۹۔ قاری عبد الحئی عابد، لاہور۔ حق کی خاطر انہوں نے شہادت دی

• مولانا عبدالعزیز علوی، رہنما اہل حدیث۔

ان کا مشن قابل قدر و قابل تحسین ہے۔

• شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان گوجرانوالہ۔

مولانا کی مساعی جمیلہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔

• شیخ الحدیث عبدالمجید کہروڑ پکا۔

آرزو ہے یہ آواز صدا فضاؤں میں گونجتی رہے۔

• مولانا عبیداللہ شیخ جامعہ اشرفیہ لاہور۔

مولانا کے مشن کو مستحکم جانتا ہوں

• قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی۔

مولانا کی ساری زندگی تبلیغ اسلام میں گذری۔

• مولانا سمیع الحق، نائب صدر آئی جے آئی۔

مولانا کی ساری زندگی تبلیغ اسلام میں گذری

مولانا کی شہادت قومی یکجہتی کو تباہ کرنے کی سازش ہے۔

• علامہ انعام الحق ہزاروی سنی کونسل پاکستان۔

آپ دنیا بھر کے سنیوں کی دل کی دھڑکن تھے۔

• سنی تحریک طلبہ پاکستان آپ بے باک جرأت مند رہنما تھے

• مولانا فضل الرحمان، جے یو آئی

وہ رہتی دنیا تک زندہ رہیں گے۔

میاں نواز شریف

آپ اعلیٰ پائے کے مبلغ تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ. وقال اللہ تبارک وتعالیٰ فی مقام آخر. فان امنو بمثل ما امنتم بہ فقد اھتدوا. وقال اللہ فی مقام اخر. لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ. قال ﷺ اللہ علیہ وسلم. اصحابی کالنجوم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم

قال رسول اللہ علیہ وسلم. اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم.

سامعین گرامی قدر

عزیز نوجوانوں مجبوریوں کے باعث کچھ عرصہ سے بعض جمعوں میں میری غیر حاضری ہو جاتی ہے. جس غیر حاضری کا یہاں آپ کو احساس ہے. وہاں مجھے اس غیر حاضری کا زبردست احساس ہے کوشش ہوتی ہے کہ ملک کے کسی بھی حصہ میں ہوں تو جمعہ سے غیر حاضر نہ ہوں. لیکن کچھ دنوں سے اپنے مقدمات اور کچھ دیگر جماعتی مجبوریوں نے مجھے اس غیر حاضری پر مجبور کیا ہے. جس پر میں بہرحال معذرت خواہ ہوں اور میں یہ امید کرتا ہوں کہ آپ حضرات میری ان مجبوریوں کے پیش نظر اس غیر حاضری کو محسوس نہیں کریں گے. اور مسجد کی رونق اسی طرح برقرار رکھیں گے. جس طرح کہ پہلے رکھتے ہیں.

سامعین محترم، آپ حضرات کو بخوبی علم ہے. کہ میری گفتگو کا اصل مستقل عنوان مدح اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے. اور میں کئی بار اس پر سیر حاصل بات کر چکا ہوں کہ اصحاب رسول دین کے لئے بنیادی اور سیاسی حیثیت کے مالک ہیں. قرآن وسنت کیصورت میں ہم اور ہمارے سمیت پوری دنیا کے مسلمانوں تک دین اصحاب رسول کی وساطت سے پہنچا ہے. یعنی کہ وہ دین کے اولین راوی ہیں. انہوں نے یعنی اصحاب رسول نے وحی کے ایک ایک لفظ کو محفوظ کیا ہے چاہے وہ وحی قرآن کیصورت میں انکے سامنے آئی چاہیئے یا وہ وحی احادیث رسول کیصورت میں ان کے سامنے آئی. انہوں نے اس کا ایک ایک لفظ محفوظ کیا ہے. اور پوری دیانتداری کے ساتھ اسے محفوظ کیا ہے. اصحاب رسول کی دین کو نقل کرکے دیانتداری کے ثبوت کیلئے میں ایک حدیث نبوی کا واقعہ پیش کرتا ہوں.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مسئلہ پوچھتے ہیں عرض کرتے ہیں آقا کہ ایک شخص چوری بھی کرتا ہے اور زنا بھی کرتا ہے. تو کیا ایک زانی اور چور بخشا جائے اور جنت میں جائیگا سرور دوعالم فرماتے ہیں کہ اگر مسلمان ہے مومن ہے تو جنت میں جائیگا. چوری اور زنا دونوں خطرناک حد تک جرم ہیں.

انتہائی غلیظ اور گھناؤنے جرائم میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ دونوں جرم معاشرتی بداخلاقی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیدہ امت کو سمجھانے کی غرض سے کہ جو شخص عقائد صحیح رکھتا ہو۔ اس کے عقائد میں کہیں کفر اور شرک نہ ہو۔ ارتداد نہ ہو۔ یعنی وہ ایمان لاکر پھر مرتد نہ ہوگیا ہو۔ عقائد اگر اس کے صحیح ہیں۔ اللہ اور اس کے رسولؐ پر اگر وہ ایمان لائے دل سے لیکن بدعمل ہے۔ چور ہے یا زانی ہے نماز نہیں پڑھتا۔ روزے نہیں رکھتا اور برائیوں میں مبتلا ہے۔ یہ بدعمل ہے۔ تو درحقیقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عقیدہ سمجھا رہے تھے کہ اگر ایک شخص کا عقیدہ صحیح ہے اور پھر اس میں یہ خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ تو انجام کے لحاظ سے وہ اپنے جرائم کی سزا بھگت کر ایک نہ ایک دن جنت میں ضرور داخل ہوگا۔ یہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم وضاحت فرمانا چاہتے تھے۔ عقیدہ کی۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ تعجب کے انداز میں دوبارہ سوال کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ اگرچہ وہ زنا کرے چوری کرے۔ پھر بھی جنت میں جائے گا۔ تعجب تھا انہیں کہ اتنا بڑا جرم اور پھر جنت میں جائے۔ نبوت نے جواب فرمایا کہ ضرور جائیگا۔ بات ہوئی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم عقیدہ کی وضاحت فرمانا چاہتے تھے۔ کہ بدعملی سزا کی مستحق ضرور ہے۔ لیکن بدعملی کی بنیاد پر ابدی جہنم نہیں، ابدی جہنم بدعقیدہ کی بنیاد پر آتی ہے۔ بدعملی کی بنیاد پر انسان سزا کا ضرور مستحق ہے۔ محدود سزا ہے ابدی سزا نہیں۔ ایک شخص ہے سب کام بھی کرتا ہے نماز بھی نہیں پڑھی تو اس کی سزا ضرور بھگتے گا۔ روزہ نہیں رکھا تو سزا ضرور بھگتے گا۔ خرچ نہیں کیا ہے طاقت کے باوجود تو اس کی سزا ضرور بھگتے گا۔ چوری کرتا ہے زنا کرتا ہے۔ جھوٹ بولتا ہے۔ بہرحال کوئی بھی خرابی کر رہا ہے۔ جو بدعملی کی زد میں آتی ہے وہ اپنی اس بدعملی کی سزا ضرور بھگتے گا۔ لیکن وہ سزا محدود سزا ہوگی لامحدود نہیں ہوگی۔ کچھ عرصہ سزا بھگتنے کے بعد وہ پیغمبر اسلامؐ کی شفاعت سے جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہوگا۔ نابالغ اولاد کی سفارش سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچے گا۔ باکردار باعمل حافظ قرآن کی سفارش سے بھی مسلمان کو فائدہ پہنچے گا۔ باعمل نیک اور صالح عالم کی سفارش سے بھی مسلمان کو فائدہ پہنچے گا۔ اور پیغمبر اکرمؐ کی شفاعت اور سفارش تو یقینی بات ہے کہ ایک شخص کو جہنم سے نکال کر جنت میں لائے گی وہ تو قطعی بات ہے۔ اس پر تو قرآن وسنت کے بے شمار دلائل موجود ہیں۔ اس میں تو قطعاً شک وشبہ کی گنجائش موجود نہیں ہے کہ ایک بدعمل شخص اپنے جرم کی سزا بھگت کر جنت میں ضرور داخل ہوگا۔ لیکن اس کا یہ مفہوم نہ سمجھا جائے کہ جنت تو ضرور مل جاتا ہے۔ لہذا جرم کرتے جائیں۔ نہیں اس لئے کہ جہنم میں ایک منٹ ایک سیکنڈ رہنے کی بھی انسان میں ہمت نہیں ہے۔ جائے کہ ہزاروں سال جہنم میں رہے۔ مسلمان کو یہ سوچنا نہیں چاہیئے کہ چلو میں جرم کرتا ہوں۔ بخشش ہو جائے گی۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی ایسی جسارت کی بنیاد پر کہ چلو جرم کرتا رہوں۔ بخشش تو ہو جائے گی۔

Scanned with CamScanner

مرتے وقت اس کا خاتمہ ایمان پر ہی نہ ہو کہ تو ایک شرعی نقطۂ نظر سے یہ فائدہ اُٹھا کہ ایک جرأت کی ہے کہ بخشش تو بہر حال ہو جاتی ہے۔ تو عین ممکن ہے کہ رب العزت اس کی ایسی حالت میں موت دے۔ لیکن جب ایمان پر موت نہ آئے تو بخشش کی کوئی صورت نہیں ہے کوئی راستہ ہی نہیں ہے اس لئے مطلوب یہ نہیں ہے کہ ایک انسان جرم ہی کرتا رہے۔ بتلانا یہ چاہتا ہوں کہ پیغمبر اسلام اس کی وضاحت فرما گئے ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سوال کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ اگر ایک شخص چوری کرے زنا کرے پھر بھی وہ جنت میں جائے گا۔ آقا فرماتے ہیں جائے گا۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ عقیدہ کی بنیاد شرط ہے کہ اگر اس کا عقیدہ صحیح ہے۔ ایمان صحیح ہے۔ اس کے ایمان میں عقیدے میں کفر اور شرک کے گناہ نہیں ہیں۔ یا ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار نہیں ہے۔ مثلاً قیامت پر ایمان رکھنا ضروریات دین میں سے ہے۔ جنت اور دوزخ پر ایمان رکھنا ضروریات دین میں سے ہے۔ ملائکہ پر ایمان رکھنا ضروریات دین میں سے ہے۔ آسمانی سچی کتب پر ایمان رکھنا ضروریات دین میں سے ہے۔ رب العزت کی جانب سے آنے والے سچے پیغمبروں کو تسلیم کرنا ضروریات دین میں سے ہے۔ محمد رسول اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول ماننا اور اللہ کے سوا باقی ساری مخلوق سے اعلیٰ افضل، اکمل تسلیم کرنا یہ بھی ضروریات دین میں سے ہے۔ ضروریات دین کا مطلب جن کو ماننا ایمان ہو اور جن کا انکار کفر بن جائے اسے ضروریات دین کہتے ہیں۔ ہر مسلمان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کون کونسی ضروریات دین ہیں کہ کہیں کسی وقت بھی وہ مغالطہ میں اس کا انکار نہ کر بیٹھے۔ ہر مسلمان کو یاد ہونا چاہیئے کہ یہ یہ وہ چیزیں ہیں۔ کہ جن پر ہر حال میں ایمان لانا مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ تو میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ ضروریات دین میں یہ شامل ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور ہر شخص سے اعلیٰ اور افضل رسول ہیں یعنی کہ اگر وہ صرف محمد رسول اللہ کو رسول مانتا ہے۔ آخری رسول نہیں مانتا تو گویا اس نے رسول اللہ کو رسول نہیں مانا۔ یہ مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ آخری بھی مانتا ہے رسول بھی مانتا ہے لیکن سب سے اعلیٰ اور افضل نہیں مانتا تو پھر بھی مسلمان نہیں ہے۔ یہ مطلب ہے ضروریات دین کا کہ ان ضروریات دین میں سے ہر چیز کو وقت ماننا اور ان پر ایمان رکھنا ہر مسلمان پر لازمی ہے اور ہر مسلمان پر یہ بھی فرض ہے کہ وہ گھر میں خواتین کو بچوں کو رشتہ داروں کو یہ بتلائے کہ یہ یہ ضروریات دین ہیں ان پر ایمان لانا لازمی ہے۔ ان میں سے اگر کسی ایک کا بھی انکار ہو گیا تو پھر وہ شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ مثلاً باقی ساری باتیں مانتا ہے۔ لیکن اللہ کے فرشتوں کو نہیں مانتا یہ شخص مسلمان نہیں ہو سکتا باقی سب کچھ مانتا ہے۔ لیکن قرآن کی صداقت کو نہیں مانتا یہ شخص بھی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ ہر چیز مانتا ہو۔ لیکن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول نہ مانتا ہو۔ تو مسلمان نہیں ہو سکتا۔

ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا انکار کفر ہے۔ باقی چاہے ساری چیزوں کو ساری ضروریات دین کو مانتا ہو۔ لیکن

کسی ایک ضروری اسلام کے مسئلے کا انکار کر دیا تو وہ پھر مسلمان نہیں رہے گا۔ یہ وہ چیزیں جو قطعی طور پر ثابت ہیں۔ اُس پر ہر مسلمان کو ایمان رکھنا ہر اس مسلمان پر ضروری ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہے۔ اسی طرح رب العزت کو وحدہٗ لاشریک ماننا۔ ہر چیز پر ہر وقت قادر ماننا صرف اور صرف اسی ذات کو معبود ماننا۔ اُسے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ماننا کہ اس کی کوئی مثال نہیں۔ اُسے عالم الغیب تسلیم کرنا اُسے علیم بالذاتِ الصدور ماننا اُسے حیّ اور قیّوم ماننا۔ اُسے ازلی اور ابدی ماننا۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یہ تسلیم کرنا یہ یقین رکھنا کہ اس کے کوئی بیوی نہیں کوئی بچے نہیں، کوئی اولاد نہیں کوئی خاندان نہیں کوئی قبیلہ نہیں کوئی کنبہ نہیں، وہ بالکل ایک ہے تنہا ہے یہ عقیدہ رکھنا رب العالمین کے لئے ضروریاتِ دین میں سے ہے اگر کوئی شخص اللہ کو مانتا ہے اور ساتھ یہ بھی کہے کہ معاذ اللہ ساتھ اُس کی بیوی بھی ہے۔ جیسے عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت مریم علیہ السلام معاذ اللہ اللہ کی بیوی ہے۔ یا اللہ کو مانتا ہے اور ساتھ کہتا ہے کہ اس کے اولاد بھی ہے۔ جس طرح عیسائی عقیدہ ہے کہ عیسٰی علیہ السلام اللہ کی اولاد ہیں۔ تو یہ اللہ کا انکار ہے۔ یہ کفر ہے ضروریاتِ دین کے ہر مسئلے کو ماننا ایمان کے لئے لازم ہے۔ اللہ کو اس کی صفات کے ساتھ مانیں کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہر ایک صفت میں وہ بے مثال ہے۔ ہر صفت میں علم میں قدرت میں عبادت میں اسے ہر چیز میں تنہا مانے اور بے مثال مانے۔ یہ وہ ضروری عقائد ہیں۔ جن کو ماننا ضروری ہیں۔ اور جن کے بغیر آدمی مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اگر ضروریاتِ دین پر پورا ایمان ہے اور پھر کہیں اس کی زندگی میں بد عملی آگئی ہو تو پھر یہ شخص اپنی بد عملی کی سزا بھگت کر ایک نہ ایک دن ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ ضروریاتِ دین کی بات کر رہا ہوں۔ یہ بھی واضح کر دوں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو صحابی رسولؐ ماننا بھی ضروریاتِ دین میں شامل ہے۔ صحابی تو بہت ہیں۔ عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، حمزہؓ، طلحہؓ، ابوذرؓ، ابوہریرہؓ، سعد بن ابی وقاص یعنی گننے جائیں تمام صحابی سچے ہیں کوئی شک نہیں ان میں۔ لیکن ان صحابہ کرامؓ کی حیثیت کسی اور عنوان سے اپنی ایک مستقل حیثیت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو صحابی رسول ماننا ضروریاتِ دین میں شامل ہے۔ جس طرح اللہ کو ایک ماننا ضروریاتِ دین میں شامل ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول ماننا ضروریاتِ دین میں شامل ہے۔ اللہ کے ملائکہ کو تسلیم کرنا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ جنت اور دوزخ کو تسلیم کرنا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول ماننا ضروریاتِ دین میں شامل ہے۔ اسی طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کو صحابی رسول ماننا ضروریاتِ دین کیوں ضروریاتِ دین بن گئے ہیں۔ اس کیوں کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ ان کا انکار کیوں کفر بن گیا ہے۔

اللہ ایک ہے یہ ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ دلیل اس کی قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ یہ واضح عقیدہ ہے۔ اس میں کوئی گنجائش نہیں کہ آدمی سوچ لے کہ

کہ شاید "احد" کا معنی ایک "صمد" کا معنی بے نیاز لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ اس نے کسی کو جنم دیا۔

یہ الفاظ اپنی جگہ واضح ہیں جنکا اور کوئی مطلب نہیں نکلتا۔ ان کے سوا کے اللہ ایک ہے اور وہ بے نیاز ہے۔

ضروریات دین کی یہ تعریف ہے کہ وہ مسئلہ اتنا واضح اتنا (CLEAR) اتنا دوٹوک ہوتا ہے کہ اس میں ایک عام آدمی کو مغالطہ نہیں لگ سکتا۔ کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ کوئی شبہ نہیں پیدا کر سکتا۔ وہ مسئلہ ضروریات دین میں شامل ہوتا ہے۔ اس کا ماننا اسلام ہوتا ہے۔ اور اس کا نہ ماننا کفر ہوتا ہے تو جس طرح آپ اللہ کو ایک مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ضروریات دین میں سے ہے۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کا مسئلہ ہے۔ آپ کی رسالت پر بڑی واضح دلیل ہے۔ محمد رسول اللہ قرآنی دلیل ہے اس کا کوئی دوسرا مطلب نہیں نکل سکتا۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ

کہ آپ آخری نبی ہیں اس کا کوئی دوسرا مفہوم نہیں کوئی دوسرا مطلب نہیں۔ اسی طرح قیامت کی بات ہے۔ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا

قیامت کے لئے قرآن نے کھلا اعلان کر دیا ہے کہ اس نے آنا ہے لیکن کب آنا ہے اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔ لیکن اس نے آنا ضرور ہے قیامت نے ضرور آنا ہے۔ یہ واضح ارشاد ہے اس لئے یہ بھی ضروریات دین میں شامل ہے۔ ملائکہ کا وجود تسلیم کرنا بھی ضروریات دین میں سے ہے۔ اس پر بھی واضح ارشاد موجود ہے۔ کہ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی۔

یہ واضح الفاظ بتاتے ہیں کہ ملائکہ وجود رکھتے ہیں۔

ملائکہ ایک قوم ہیں۔ اس لئے ان پر بھی ایمان رکھنا ضروری ہے۔ جبرائیل پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ قرآن مجید نے بار ہا فرمایا ہے۔ کہ جبرائیل اترتا رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جبرائیل وحی لایا ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا نام آیا ہے۔ الفاظ آئے ہیں۔ یہ دو چیزیں ہیں جو ضروریات دین میں سے ہیں۔ ان پر قرآن مجید کے واضح احکامات موجود ہیں۔

ضروریات دین اسے کہتے ہیں کہ جس پر کسی شک کی۔ کسی شبے کی گنجائش ہی باقی نہ ہو۔

سامعین محترم!

اسی طرح ضروریات دین میں شامل ہے۔ یہ بات کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہے اور اس

پر قرآن مجید کی یہ آیت مقدسہ دلالت کرتی ہے۔

ثانی اثنین اذ هما فی الغار اذ یقول لصاحبہٖ

یہ لفظ صاحبہ حضرت ابوبکرؓ کے لئے آیا ہے۔ تو آپ سمجھتے ہیں کہ صاحب صحابی کے لئے ہے۔ تو حضرت ابوبکرؓ کی صحابیت پر قرآن مجید کی واضح آیت صحابیت پہ دلالت کر رہی ہے۔ لصاحبہ کا ایک ہی مطلب ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ غار میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ایک ہی مطلب ہے کہ غار میں رسول اکرم نے خود حضرت ابوبکرؓ کو صحابی کہا ہے۔ ایک ہی مطلب ہے کہ رب العزت نے ابوبکرؓ کو صحابی رسول کہہ کر ان کے متعلق اپنے رسول کو بات یاد دلائی ہے اور بیان کیا ہے۔

ثانی اثنین اذ هما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا۔

میرے نبی وہ وقت یاد کیجئے جب غار میں فرما رہے تھے اپنے صحابی کو غم نہ کیجئے۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

لِصاحبہٖ کا لفظ	ابوبکرؓ کے لئے آیا ہے۔
لِصاحبہٖ کا لفظ	وحی کے ذریعہ اترا ہے۔
لِصاحبہٖ کا لفظ	قرآن بن کر آیا ہے۔
لِصاحبہٖ کا لفظ	جبرائیل لیکر آیا ہے۔
لِصاحبہٖ کا لفظ	رب کا کلام ہے۔
لِصاحبہٖ کا لفظ	پیغمبر پر وحی بن کے اتر چکا ہے۔

اور آج تک اللہ کی آخری لاریب کتاب میں موجود ہے۔ لہٰذا اس بنیاد پر ابوبکرؓ کو رسول اللہ کا صحابی ماننا ایمان ہے۔ صحابی ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔

ابوبکرؓ کو صحابی ماننا ایمان کا جزو اور ایمان کا حصہ ہے۔ جس طرح محمد رسول اللہ کی کسی ایک صفت کا انکار کفر ہے بعینہٖ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کل بھی کفر تھا۔ اور آج بھی کفر ہے۔ آئندہ بھی حضرت ابوبکرؓ کی صحابیت کا انکار کفر رہے گا۔

نعرۂ تکبیر — اللہ اکبر

شانِ صدیق اکبرؓ — زندہ باد

یہ وہ عقائد ہیں۔ جو اپنی نسل نو تک پہنچا دینے چاہئیں۔ ان عقائد میں کوئی کھلی بات کرنا چاہتا ہوں۔ ان ضروریات

دین میں سے کسی ایک مسئلے کا انکار آپ میں سے کسی شخص کے عقیدہ میں پایا جاتا ہے تو وہ بھول جائے کہ اس کی بخشش ہوگی۔ وہ ایک مرتبہ نہیں لاکھ مرتبہ پیشانی رکھ کر نماز پڑھے۔ یہاں نہیں مسجد نبوی میں نماز پڑھ آئے۔ مسجد نبوی نہیں بیت اللہ میں پڑھ آئے۔ لیکن ابدی جہنمی ہوگا۔ اس کی بخشش نہیں ہوگی۔ اسکے عقیدے میں ضروریات دین میں کسی چیز کا انکار پایا جاتا ہے۔ جو کفر میں شمار ہوتا ہے۔ تو ہر ایک مسلمان کو یہ یاد رکھ لینا چاہیئے کہ ضروریات دین کیا کیا ہیں۔ تاکہ کسی وقت بھی اس کے عقیدے میں ان میں سے ایک کا بھی انکار نہ آئے۔

اللہ ایک ہے پختہ عقیدہ رکھنا چاہیئے۔

محمد رسول اللہ بھی آخری رسول ہیں۔ ملائکہ ہے جنت ہے دوزخ ہے قیامت آنی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں پھر واپس آئیں گے۔ یہ بھی ضروریات دین میں سے ہیں۔ اور اسی طرح محمد رسول اللہ کو سب سے افضل و اعلیٰ ماننا یہ بھی ضروریات دین میں سے ہے۔ اور اصحابی رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ماننا یہ بھی ضروریات دین میں سے ہے۔ آپ کی برادری کا کوئی شخص آپ کا بھائی، آپ کا ماموں آپ کا چچا آپ کا کوئی دور کا رشتہ دار یا آپ کا کوئی پارٹنر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صحابی نہیں مانتا تو وہ اسی طرح کافر ہے۔ جس طرح ابوجہل کافر تھا۔ اسی طرح کافر ہے جس طرح ابولہب کافر تھا۔ اسی طرح کافر ہے جس طرح قادیانی کافر تھا۔ یہ اٹل عقیدہ ہے اور ضروریات دین میں شامل ہے۔ تم اپنی نسلوں تک اس عقیدہ کو پہنچا دو۔ اگر تم نے اپنے اس عقیدہ کی وضاحت نہ کی ایک بار نہیں لاکھ بار بیت اللہ میں نمازیں پڑھو۔ ایک بار نہیں لاکھ بار مسجد نبوی میں نمازیں پڑھو۔ ایک بار نہیں لاکھ بار تبلیغی جماعت کے بستر اٹھاؤ۔ تم کافر رہو گے۔ کبھی بھی مومن نہیں بن سکتے۔

جیوے جیوے — حق نواز

للکار ہے للکار ہے — شیر کی للکار ہے۔

"یہ طے شدہ بات ہے"

میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہر مسلمان کو ضروریات دین کو سمجھ لینا چاہیئے کہ ضروریات دین کیا ہیں ضروریات دین پر ایمان رکھنا ہر وقت ہر لمحہ مرد عورت جوان بچے اور بوڑھے کے لئے لازمی ہے۔ گھروں میں اس کی تبلیغ ہونی چاہیئے۔ آپ اس کی اشاعت کریں۔ نسل نو کو بتلائیں کہ یہ یہ چیزیں ضروریات دین میں سے ہیں۔ ان پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ ان میں سے اگر کسی چیز کا انکار آگیا تو وہ شخص مسلمان نہیں رہے گا۔ آپ نے آپ کو وہ بے شک بایزید بسطامی کہتا ہے۔ لیکن اگر اس کے عقیدے میں کسی ضروریات دین کا انکار ہے تو ہم اُسے مسلمان تسلیم نہیں کرتے۔ ہم کون

ہوتے ہیں۔ قرآن وسنت ایسے مسلمان تسلیم نہیں کرتا۔ ہم نے کوئی بات اپنی طرف سے تھوڑی کرنی ہے۔ قرآن وسنت ایسے شخص کو مسلمان تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے۔ جس کے عقیدے میں کسی ایک ضروریات دین کا انکار پایا جاتا ہے اور بہت کوتاہی ہوتی ہے۔ اس کی بعض اوقات اپنی معلومات نہ ہونے کی وجہ سے کہ ضروریات دین کون کونسی ہیں۔ کہ اس پر آدمی ایمان رکھے۔ پختہ یقین رکھے تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مسئلہ یہ سمجھانا چاہتے تھے کہ اگر وہ ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہے۔ عقیدہ اس کا صحیح ہے۔ مسلمان ہے وہ اپنی بدعملی کی سزا بھگت کر جنت ضرور جائے گا۔ حضرت ابوذرؓ سوال کرتے ہیں۔ آقا ایک شخص چوری کرے زنا کرے پھر بھی جنت جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ ضرور جائے گا۔ کیوں جائے گا۔ یہ میں نے تفصیل سے آپ کو بتلایا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ تعجب کے طور پر دوبارہ پوچھتے ہیں یا رسول اللہ چوری کرے زنا کرے۔ پھر بھی جنت میں جائے گا۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں جائے گا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے تیسری مرتبہ پھر سوال کیا کہ آقا چوری کرے زنا کرے وہ پھر بھی جنت میں جائے گا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر جواب دیا اور پہلے سے زیادہ سخت لہجہ میں فرمایا۔

عَلٰی رَغمِ اَنفِ اَبِی ذَر

ابوذر اگر تو اپنا ناک خاک میں رگڑ ڈالے تب بھی یہ جنت میں جائے گا کیونکہ اس کا عقیدہ صحیح ہے بتلانا چاہتے تھا کہ اصحاب رسولؐ دین کی بنیاد ہیں۔ وہ اس کا اساس ہیں۔ ان کی دیانتداری کا یہ عالم ہے کہ یہ الفاظ عَلٰی رَغمِ اَنفِ اَبِی ذَر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کے طور پر فرمائے۔ پیغمبر نے ڈانٹ دی ہے۔ اپنے شاگرد کو رسول نے ڈانٹ دی ہے۔ اپنے صحابی کو کہ تو اپنا ناک خاک میں رگڑ تب بھی یہ جنت میں جائے گا۔ صحابی رسول کی داد دے کہ جو لفظ رسول اکرمؐ نے ناراضگی کے طور پہ فرمائے تھے۔ لیکن نکلے رسولؐ کی زبان سے تھے ابوذرؓ نے اپنی عزت نہیں دیکھی۔ اپنا وقار نہیں دیکھا۔ اپنی عظمت نہیں دیکھی۔ صدیوں تک امت تک پہنچا دیا کہ میرے رسولؐ نے مجھے یہ لفظ کہے تھے۔ چونکہ یہ لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلے تھے۔ میں اپنی عزت اس پر قربان کرتا ہوں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلا ہوا لفظ امت سے چھپانا نہیں چاہتا۔

نعرۂ تکبیر — اللہ اکبر

شانِ صحابہؓ — زندہ باد

یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ حضرت ابوذرؓ مسئلہ بیان کر دیتے کہ بھائی آقا فرما گئے ہیں کہ اگر کوئی شخص بدعمل ہو

چوری کرے۔ زنا کرے برے کام کرے۔ لیکن عقیدہ صحیح ہو تو جنت میں جائے گا۔ اتنا فرما کر حضرت ابوذرؓ خاموش ہو جاتے۔ مسئلہ تو بیان ہو گیا تھا۔

علیٰ رغم انف ابی ذر۔ کے لفظ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور ناراضگی اور ڈانٹ کے فرمائے تھے یہ نقل نہ کرتے تو مسئلہ پھر بھی بیان ہے۔ لیکن یہ لفظ نقل کر کے صحابیٔ رسولؐ نے اپنی دیانت واضح کی ہے۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی دقعت واضح کی ہے۔ کہ کوئی لفظ رسولؐ نے کسی وقت ناراضگی میں بھی فرما دیئے ہیں تو صحابہؓ نے وہ لفظ بھی چھپایا نہیں ہے اس کو بھی امت تک پہنچا دیا ہے۔ اصحاب رسول دین کی جڑ اور بنیاد اور اساس ہیں۔ ان پر پورے دین کی عمارت کھڑی ہے۔ ان پر پورے دین کا مدار ہے۔ اگر اصحاب رسولؐ کا انکار ہو گیا تو دین ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے راوی صحابہؓ ہیں۔ قرآن کے راوی صحابہ رسولؐ جمع کرنے والے صحابہؓ ہیں احادیث رسولؐ کو جمع کرنے والے اصحاب رسولؐ ہیں۔ اگر وہ لوگ مجروح ہو گئے۔ ان پر تنقید کو جائز قرار دے دیا گیا۔ ان کو برا بھلا کہنا ثواب سمجھ لیا گیا۔ نتیجۃً پورے دین کی عمارت مسمار ہو جائے گی۔ آپ کوئی ایک مسئلہ بھی پورے یقین سے ثابت نہیں کر سکتے ہیں۔ اس لئے کہ اس کو نقل کرنیوالا مشکوک ہے۔ جب بات کہنے والا مشکوک ہو تو اس کی بات کا وزن نہیں رہتا۔ بات کہنے والا جھوٹا ہو۔ اس کی بات کی اہمیت نہیں رہتی۔ بات کہنے والا دھوکہ باز ہو، اس کی بات کی کوئی وقعت نہیں رہ جاتی۔ بات وہی سچی ثابت ہوتی جب کہنے والے پر اعتماد ہو کہ یہ تختہ دار پر چڑھ سکتا ہے۔ جھوٹ نہیں بول سکتا ہتھکڑی پہن سکتا ہے۔

بیڑی پہن سکتا ہے۔ لیکن جھوٹ نہیں بول سکتا۔

ہتھکڑی پہن سکتا ہے۔ لیکن جھوٹ نہیں بول سکتا۔

آنکھیں نکلوا سکتا ہے۔ لیکن جھوٹ نہیں بول سکتا۔

کلیجہ نکلوا سکتا ہے۔ لیکن جھوٹ نہیں بول سکتا۔

جب کسی شخص کی یہ وقعت سامنے آئے گی۔ تب جا کر اس کی بات پر کوئی یقین آتا ہے اور اس یقین کی بنیاد پر عقیدہ بنایا جا سکتا ہے۔ ورنہ مشکوک بات پر کبھی کسی عقائد کو آگے پھیلایا جا سکتا ہے۔ تو میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اصحاب رسولؐ دین کی جڑ اور بنیاد ہیں۔ اور آپ سمجھتے ہیں کہ مدح اصحاب رسول کو اپنی تمام تر سرگرمیوں کا مرکزی نقطہ نظر کا قرار دیئے ہوئے ہوں۔ اس سے اب تمام پاکستانی سنی قوم مکمل طور پر مطلع ہے۔ یہاں تک میں پہنچ چکا ہوں میں نے یہ شک دور کرنے کی الحمدللہ کوشش کی۔ کہ ہم اس کام پر دیانتداری کے ساتھ محنت کرنا چاہتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

کیونکہ اصحاب رسولؐ جڑ اور بنیاد ہیں۔ اگر جڑ اور بنیاد مضبوط نہ ہوتی تو اس پر قائم کی گئی عمارت کبھی مضبوط نہیں ہوگی۔ نہ اس پر کوئی بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ الحمد اللہ ثم الحمد اللہ ناسا عد حالات میں انتہائی مشکل حالات سے گزر کر اس موقف کو امت مسلمہ کے ذہن میں اتارنے کی کوشش کی ہے۔ کسی نے مانا ہے اور کسی نے اس کو نہیں مانا ہے۔ اس کی اپنی مرضی ہے رب کسی کو ہدایت دے یا نہ دے۔ یہ رب کائنات کی مرضی ہے۔ لیکن یہاں تک اس موقف پر محنت کا تعلق تھا یا کوشش کا تعلق تھا۔ فخریہ نہیں کہتا۔ رب العزت فخر اور غرور سے محفوظ رکھے۔ جب استطاعت یہ موقف پاکستان کی پوری قوم کو سمجھانے میں کوتاہی اب تک نہیں کی۔ چاہے راستے میں کانٹے آئے چاہے رکاوٹیں آئیں۔ چاہے مشکلات آئی ہیں۔ دن اور رات کی زندگی چاہے کتنی ہی اجیرن ہو گئی ہے۔ لیکن اس موقف کو سمجھانے میں میں نے اپنی ہمت اور طاقت میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ لیکن پھر بھی انسان ہوں۔ اگر اس موقف کو سمجھانے میں کوئی کمزوری باقی ہے ضرور ہوگی۔ جس سے میں مطلع نہیں ہوں تو مجھے مطلع کیا جا سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں بعض کمزوریاں باقی ہیں اور آپ بھی اس سے مطلع نہ ہوں میں بھی اس سے مطلع نہ ہوں۔ رب اسے جانتا ہو یہاں تک بشری تقاضے کا تعلق ہے جو میرے اندر ہمت تھی استطاعت تھی۔ جتنا قدم اٹھایا جا سکتا تھا وہ اٹھایا کہ یہ سوچ کر کہ اس بنیاد کو مضبوط کر دیا جائے۔ جب یہ بنیاد مضبوط ہو جائے گی۔ کوئی شخص کبھی بھی اس غلط عقیدے کو نہیں اپنا سکے گا۔ اس کی پہلی نظر اٹھے گی کہ رسولؐ اللہ نے جو دین دیا ہے۔ اس دین کو ماننے والے کیسے کیسے لوگ ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ رب العزت فرماتے ہیں۔ ہر نماز میں آپ پڑھتے ہیں۔

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

اللہ ہمیں وہ راہ بتلا جو راہ سیدھی ہو۔ کن لوگوں کی راہ فرما۔ صراط الذین انعمت علیھم اللہ ان لوگوں کی راہ ہم چاہتے ہیں کہ جن پر تو نے انعام کیے ہیں۔ دو جگہ اس کی وضاحت کی ہے۔ فرمایا

یہ میرے رب نے وضاحت کر دی ہے کہ نبیوں پر انعام ہے۔ صدیقین پر انعام ہے۔ شہدا پر انعام ہے۔ صالحین پر انعام ہے۔ ہم ہر نماز میں اپنے رب سے وہ راہ مانگتے ہیں کہ جو راہ ان لوگوں کی ہو۔ جس پر رب نے انعام کیا ہے۔ تو سب سے بڑا انعام رب نے صحابہ پر کیا ہے جو وہ اعلان فرماتا ہے کہ

وعدا حسنا نبی کے سارے صحابی جنتی ہیں۔

یہ اعلان میرا انہیں کسی مفتی اور کسی عالم کا نہیں کسی عام کتاب کی عبارت نہیں ہے۔ جبرائیل یہ لفظ لائے

ہیں۔ رسول پر اترے ہیں۔ رب نے چودہ سو سال پہلے اتار کر واضح اور واشگاف لفظوں میں اعلان کر دیا ہے کہ محمد رسول اللہ کے تمام صحابی جنتی ہیں۔

وعد اللہ حسنا جنت کو کہتے ہیں۔

رب کہتا ہے کہ میرے نبی کے تمام کے تمام صحابہؓ سے میں جنت کا وعدہ کر چکا ہوں۔

اس سے بڑا انعام اور کیا ہوگا۔ اور یہ وہی خالق ہے جو اسی پیغمبر کی حمایت کے لیے اعلان کرتا ہے۔

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه

اللہ نے مہاجرین اور انصار اور انکی پیروی کرنے والوں کی رضا کا اعلان کیا ہے۔

اور جن پر رب راضی ہو۔ وہ انعام یافتہ طبقہ ہے یا کہ نہیں۔

رب کی رضا اس کائنات میں سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس کائنات کی بات نہیں۔ اگلے جہاں میں بھی سب سے بڑی نعمت ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن رب پوچھے گا۔ جنتیوں سے کہ تم خوش ہو۔ کوئی اور نعمت چاہیئے۔ ہر جنتی کہے گا۔ کہ اللہ ہم خوش ہیں۔ کچھ نہیں چاہیئے اور کیا چاہیئے۔ ہر قسم کی تمام نعمتیں ملتی ہیں۔ جب تمام جنتی بالاتفاق یہ کہہ چکے ہیں کہ "اللہ ہم خوش ہیں:

اور کچھ نہیں چاہیئے۔ تو رب اعلان کرے گا کہ میں تم سے راضی ہوں۔ جب رب یہ اعلان کر دے گا۔ تو تمام جنتی تڑپ اٹھیں گے۔ اللہ جو لطف تیرے اس اعلان سے آیا ہے۔ وہ لطف تیری جنت کے کسی پھل میں نہیں ہے۔

یہ اعلان سب سے بڑا جو جنت میں بھی سب نعمتوں سے بڑی نعمت ہے۔ رب نے پیغمبر کی جماعت کو اس دنیا میں بشارت دے دی ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے کہ

لقد رضي الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة فعلم ما في قلوبهم فانزل السكينة عليهم واثابهم فتحا قريبا

یہ وہ انعام ہے جو سب سے بڑا ہے۔ اور میں عرض یہ کر رہا تھا کہ ہم رات دن میں پانچ مرتبہ مانگتے ہیں کہ اللہ ہمیں وہ راہ بتلا جو سیدھی ہو۔ اس راہ پر چلا جس پر تو نے انعام کیا ہے۔

صراط الذين انعمت عليهم صحابہ کرامؓ سے بڑی انعام یافتہ جماعت اس دھرتی پر انبیاء کرام کے بعد کوئی نہیں۔ یہ جز و اور بنیاد ہے جو میرے اور آپ کے عقیدے کی۔ اس لئے سلسل میں اس پر رحمت

کرتا چلا آرہا ہوں۔

رجب المرجب کا مہینہ گزرتا چلا جارہا ہے۔ معاویہ بن ابی سفیان کی سیرت کریکٹر اور کردار مجھے جھنجوڑتا ہے کہ کبھی میری مدح بھی کر، جھنجوڑتا ہے۔

معاویہؓ کا کیریکٹر جھنجوڑتا ہے۔

معاویہؓ کی سیرت جھنجوڑتی ہے۔

جس نے ہزاروں مربع میل کے علاقے فتح کر کے ان پر اسلام کے جھنڈے لہرائے۔ معاویہ بن ابی سفیان کی کتابت وحی مجھے جھنجوڑتی ہے کہ کبھی میرا نام بھی لو۔ معاویہ بن سفیانؓ کا تدبر جھنجوڑتا ہے کہ مسلمانوں کے اختلاف کو ختم کر کے دین کے جھنڈے تلے جمع کر دیا تھا۔ کبھی میرا نام بھی لو۔ معاویہؓ کا کردار جھنجوڑتا ہے کہ زہرہؓ کا بیٹا حیدر کرار کا بیٹا ہو۔ مصطفیٰ کا نواسہ میرے ہاتھ پر بیعت کرتا مجھے امام مانتا نظر آتا ہے۔ مولوی کبھی میرا نام بھی لے۔ معاویہؓ کا تقدس۔ معاویہ کی شرافت۔ معاویہ کا وہ رشتہ جو رسول سے ہے۔ وہ مجھے جھنجوڑتا ہے۔ کہ میں اس عظیم قائد کا نام بھی لوں۔ میں اس عظیم سپوت کو ملتِ اسلامیہ کے اس عظیم قائد کو نذرانہ عقیدت پیش کروں۔ اس مناسبت سے کہ ۲۲ رجب المرجب کا دن حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان کی وفات کا دن ہے۔

میں آج یہ چاہتا ہوں کہ ایک بار پھر یہ بنیاد رکھ دوں کہ اصحاب رسول میرے اور آپ کے ایمان کا حصہ ہیں۔

مختلف ایام میں اصحاب رسولؐ کا تذکرہ بیان کر کے ہم اپنے ایمان کی تازگی محسوس کرتے ہیں:

رجب المرجب کا مہینہ رواں ہے۔ اس کی ۲۲ تاریخ کو معاویہ بن ابی سفیانؓ نے دنیا چھوڑی ہے۔ دارِ فانی کو چھوڑ کر دارِ بقا کا سفر باندھا ہے۔ اور اس ۲۲ رجب کو کچھ دشمنان دین و ملت معاویہ بن ابی سفیان کی وفات پر کونڈے کے نام پر حلوہ تیار کرتے ہیں۔ اور پوری ملت اسلامیہ کے قلب و جگر پر چھری کھینچتے ہیں۔ حتیٰ کہ میں دکھ کے ساتھ یہ کہوں گا کہ سنیوں تمہارے منبر و محراب کے کچھ ملا جنہوں نے صرف داڑھی رکھ لی ہے اور ملا ابن ملا بن گئے۔ انہیں اپنے کردار و عمل کا علم نہیں تھا۔ جو انہوں نے اپنے نظریات ایک حلوے کی پلیٹ پر قربان کئے وہ بھی اس ۲۲ رجب کو حلوے کی پلیٹ کے سامنے چوکڑی مار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ سنیوں تم نے اپنی نسلِ نو کا قتل عام کیا ہے۔ تم نے اپنے نظریات کا پرچار نہیں کیا۔ میری سنی بہن میری سنی ماں کاتب وحی عاشق رسولؐ اور پیغمبر کی زوجہ محترمہ کے بھائی کی موت پر حلوہ تیار کرتی ہے جہالت میں تیار کرتی ہے۔ غفلت میں تیار کرتی ہے۔ دین نہ جاننے کی وجہ سے تیار کرتی ہے۔ سپاہ صحابہؓ اسی بنیاد پر گھر گھر بستی بستی، قریہ قریہ ایک ایک صحابی رسولؐ کی عظمت تقدس، شرافت، عفت، دیانت

علم، فہم اور ایثار کو بیان کرتی پھر رہی ہے۔ تاکہ سُنی سُنی بن جائے۔

سپاہِ صحابہؓ زندہ باد

شانِ صحابہؓ زندہ باد

تدبرِ معاویہؓ زندہ باد

سیاستِ معاویہؓ زندہ باد

صحابیِ رسولؐ کو اعلانیہ گالی دینے کا یہودی ایجنٹ جرأت کر رہا ہے۔ آپ نے کمالیہ کا واقعہ اخبارات میں پڑھا ہوگا۔ پورا ایک دن شہر میں ہڑتال رہی ہے۔ اعلانیہ یہودی ایجنٹوں نے اعلانیہ کفر کے ماننے والوں نے اعلانیہ اسرائیل کی یہودی لابی نے اصحابِ رسولؐ پر تبرا کیا ہے۔ جس تبرے کے جواب میں پورے شہر نے ہڑتال کی ہے اور اس وقت تک انتظامیہ نے کمالیہ کے تین افراد کو گرفتار کیا ہے۔ جب کہ تبرا جلوس میں کیا گیا ہے۔ جس میں بیسوں غنڈے تبرا کر رہے تھے۔ میں وارننگ دیتا ہوں کمالیہ کی انتظامیہ کو کہ تم نے تمام غنڈوں کو گرفتار نہ کیا تو اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی۔ کفر کی شیطنت کی دجل کی

سپاہِ صحابہؓ زندہ باد

امیرِ عزیمت حق نواز زندہ باد

جیوے جیوے حق نواز

للکار ہے للکار ہے شیر کی للکار ہے۔

اور میں دشمنِ اصحابِ رسولؐ پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ موت اور زندگی برابر کر چکے ہیں اور آج میں آپ کو اس بات کا بھی گواہ بناتا ہوں کہ میں نے صدرِ مملکت کے نام اپنے نام سے ایک درخواست لکھ دی ہے۔ معلوم نہیں کہ زندگی کب تک ہے۔ لیکن گواہ رہیں۔ بیرونِ ملک میرے مولانا عبدالستار تونسوی صاحب، مولانا منظور احمد چنیوٹی اور چند دیگر سُنی مقتدر علماء کے قتل کا منصوبہ ۲۰ فروری سے لیکر ۲۵ فروری تک کے لئے تیار ہے۔ جس پر ہم صدرِ مملکت کو مطلع کر رہے ہیں۔ لیکن یہ بھول جائے یہودی لابی۔

یہ بھول جائے تخریب کار

یہ بھول جائے عائشہؓ کا دشمن

یہ بھول جائے صدیقؓ کا دشمن

کہ ہم موت سے ڈر کر تیرے کفر پہ پردہ ڈال جائیں گے۔ نہیں تو کل بھی کافر تھا۔ آج بھی کافر ہے۔

جو کل بھی جدال تھا
آج بھی جدال ہے
جو کل بھی شیطان تھا
آج بھی شیطان ہے
جو کل بھی غنڈہ تھا
آج بھی غنڈہ ہے۔

ٹھہریئے آج مجھے بات کر لینے دیجیئے۔ موت اور زندگی میرے رب کے سپرد ہے۔ میں مطمئن ہوں میرا ضمیر مطمئن ہے کہ میں نے زندگی صحابہؓ کی مدح میں اور عائشہؓ کے ڈوپٹے کی عفت کو بیان کرتے گزار چھوڑی ہے۔

جھنگوی جیو ہزار سال

میں تجھے گواہ بناتا ہوں۔ کہ خدانخواستہ اگر ہمیں قتل کر دیا گیا۔ میرے قتل میں ایران کا ہاتھ اور پاکستانی شیعہ وڈیروں کا ہاتھ ہوگا۔ یہ میرے ملزم متعین ہونگے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ہم نہ رہیں۔ لیکن یہ تم پر واضح ہے کہ یہ ہمارے ملزم متعین ہیں۔ کوئی چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ میرے پاس اطلاع ہے۔ مصدقہ اطلاع ہے۔ سازش کی اطلاع ہے جس پر میں نے صدر اسحاق کو خط لکھا ہے اور تفصیلات لکھی ہیں۔ اس میں اس حد تک ایک اقلیت سر چڑھ کر کیوں بولنے لگ گئی ہے۔ کبھی چنیوٹ کبھی گڑھ مہاراجہ کبھی جھنگ سٹی کبھی کہیں گراؤنڈز بنائے جا رہے ہیں۔ اپنی تخریب کاری کو پروان چڑھانے کے لئے ہم نے انتہائی صبر کا ثبوت دیا ہے۔ ضلع کے حالات کو کنٹرول کرنے کے لئے میں آج بھی مقامی ضلع کے حالات پر تبصرہ نہیں کر رہا۔ اتنا ضرور کہتا ہوں کہ اب تک کے واقعات نے یہ واضح کیا ہے کہ مقامی ضلعی انتظامیہ جانبداری کا ثبوت دے رہی ہے۔ ایک بار پھر پارلیمانی لہجے میں ایک بار پھر نرم لفظوں میں ایک بار درخواست کے لہجے میں عرض کرتا ہوں کہ مقامی انتظامیہ کو اپنی غیر جانبداری واضح کرنی چاہیئے۔ اگر ہم پر مقامی انتظامیہ کی غیر جانبداری مزید چند دنوں تک واضح نہ ہوئی۔ تو ہم انتظامیہ کے ساتھ ٹکرا جانے پر مجبور ہونگے۔ اور پھر کچھ خیال نہیں کریں گے۔ کہ مستقبل میں کیا حالات ہونگے۔ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی مسئلہ کھڑا ہو۔ ہم ان حالات میں چاہتے ہیں کہ ہم کشمیری حریت پسندوں کا پوری یک جہتی کا ساتھ دیں۔ لیکن اگر ہمیں گھر میں پُر امن بیٹھے ہوؤں کو اور خوار کرنے کی کوشش کی گئی تو ہم ٹکرانے پر مجبور ہوں گے۔ آج بھی بغیر کسی جرم کے میرے بے گناہ ساتھی دو قتل کیس میں بے گناہ ہیں۔ اور چار تعزیہ کے بنا دی جھوٹے فضول کیس میں اندر ہیں۔ امن کو قائم رکھنے کی میں نے مثال پیدا کی ہے۔ کہ تمام واقعہ کو اس طرح بنا دیا گیا۔ گویا کہ ہوا ہی کچھ نہیں ہے۔ لیکن اگر انتظامیہ نے اب بھی یکطرفہ ٹریفک رکھی کہ ہمارے آدمی پکڑ پکڑ کر پریشان رہیں۔ اور دوسری سائیڈ کے ایک آدمی کو بھی آج تک پکڑا نہیں گیا۔ اگر مزید چند دنوں میں مقامی انتظامیہ

نے اپنی غیر جانبداری واضح نہ کی۔ تو پھر اس قسم کی انتظامیہ کئی بار جھنگ آئی اور ہم سے ٹکرائی اور پاش پاش ہوگی۔ اور یہ کوئی دور انوکھا واقعہ ہمارے لئے نہیں ہوگا۔ بلکہ اسوقت ہم انتظامیہ سے ٹکرائے ہیں۔ جب ہم اتنے مضبوط نہیں تھے۔ آج تو کچھ اسباب کے لحاظ سے ہم پہلے کی نسبت اللہ کے فضل سے زیادہ مضبوط ہیں۔

آج بھی میرے بے گناہ ساتھی اندر ہیں۔ کیوں اندر ہیں۔ شک کی بنیاد پر جس کو چاہو پکڑ لو۔ انتظامیہ تسلیم بھی کرتی جارہی ہے کہ بے گناہ ہیں۔ حد ہے ظلم ہے۔ تشدد کی انتہا ہے۔ جاگیرداروں کے اشاروں پر ناچ کر یکطرفہ ٹریفک نہیں چلانے دی جائے گی۔ میں ایک بار پھر بہت نرم لفظوں میں مقامی انتظامیہ سے کہتا ہوں کہ اپنے رویہ میں غیر جانبداری لاؤ ہمیں کوئی گلہ نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ تم ہمارے ساتھ کوئی انوکھی بات کرو اگر تم نے غیر جانبداری نہ رکھی تو میں تم کو غیر جانبداری پر مجبور کردوں گا اور انشاءاللہ مجبور کردوں گا۔

آپ ساتھ دیں گے یا کہ نہیں دیں گے۔ (ضرور دیں گے)

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین ۔

آپ کے بچوں اور آپ کے لیئے انتہائی مفید اور سستی کتابیں

جن کے مطالعہ سے آپ اسلامی تعلیم اور نبیوں اور ولیوں کے حالات سے واقف ہو سکتے ہیں

حضرت آدم علیہ السلام	قصہ ہابیل وقابیل	انچاس کروڑ گنا ثواب	حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ
حضرت نوح علیہ السلام	قصہ یاجوج وماجوج	کارگزاری	حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام	قصہ ہاروت وماروت	ایمان وعمل	حضرت بشر حافی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت صالح علیہ السلام	قصہ اصحاب کہف	مسائل نماز	حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت سلیمان علیہ السلام	قصہ اصحاب اخدود	چار یار	حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام	قصہ اصحاب فیل	شیعہ عقائد	حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ
حضرت جرجیس علیہ السلام	قصہ اصحاب القریہ	چالیس دعائیں	حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام	قصہ اہل سبا	چالیس احادیث	حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ
حضرت یونس علیہ السلام	قرآن کی چھ حکایات	اچھے اخلاق	حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
حضرت ایوب علیہ السلام	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات	حقوق العباد	حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت داؤد علیہ السلام	فضیلت گشت	اسلامی آداب	حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام	اللہ اور رسول کی محبت	رسولؐ کی سنتیں	حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت یوسف علیہ السلام	دین کی خدمت	اللہ اور رسول کی باتیں	حضرت منصور ابن عمار رحمۃ اللہ علیہ
حضرت ہود علیہ السلام	احکام معاشرت	حضرت جی کی آخری تقریر	حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ
حضرت لوط علیہ السلام	مرنے کے بعد	داڑھی کا فلسفہ	حضرت ابن ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ
حضرت اسحاق علیہ السلام	معاملات کی درستگی	دعائے گنج العرش	حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ
حضرت یعقوب علیہ السلام	شہادت کی فضیلت	حج وزکوٰۃ کی اہمیت	حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شعیب علیہ السلام	اللہ کا ذکر	روزہ کی اہمیت	حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ
حضرت الیاس علیہ السلام	جنت اور دوزخ	نماز کی اہمیت	
حضرت زکریا علیہ السلام	دین پر استقامت	نماز کا طریقہ	
حضرت عزیر علیہ السلام	کلمہ طیبہ اور اس کا مطلب	جنت کی ضمانت	
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	تقویٰ اور پرہیزگاری	حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ	
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	دعا اور درود شریف	حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ	
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	توبہ و استغفار	حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ	
حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ	جنت کے حصول کا طریقہ	حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ	

اعلان

مندرجہ بالا تمام کتب کی قیمت ۵۰/۱ روپیہ ہے تمام اکٹھی خریدنے پر ایک روپیہ کی تخفیف ہو سکتی ہے محصول ڈاک خرچ بذمہ خریدار اشاعت دین کی غرض سے مفت تقسیم کرنے والے حضرات کیلئے مزید خاص رعایت۔

رابطہ:

ادارہ نشریات اسلام
اردو بازار لاہور

Scanned with CamScanner